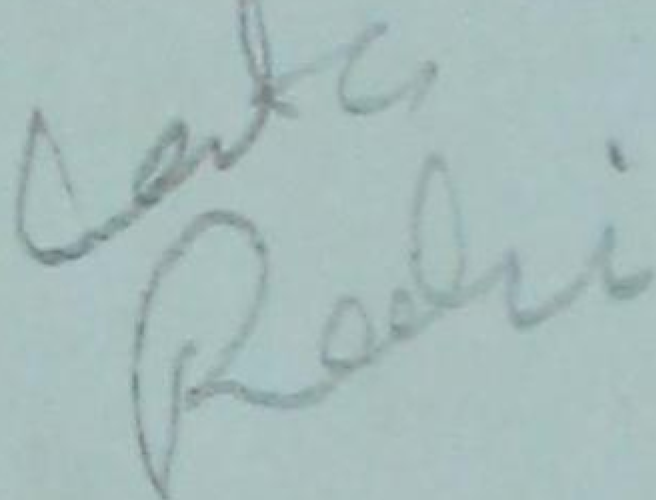
[illegible]



آئندہ زمانہ

مزاحیہ سماجی ڈراما

دو ایکٹ میں

محمد فضل الرحمٰن

اسٹیج کی ہدایات

دوسرے ایکٹ میں عشرت جہاں کا پارٹ وہی لڑکی کرے گی جس نے پہلے ایکٹ میں افسر جہاں کا پارٹ کیا ہو۔ چھوٹے زمیندار کا پارٹ وہی اداکار کرے گا جو پہلے ایکٹ میں زمیندار کا پارٹ کرتا ہے۔ اسی طرح متین کا پارٹ وہی کرے گا جو فتین بنتا ہے۔ ان کی عمروں کا تفاوت میک اپ سے ظاہر کیا جائے گا۔ کام کرنے والے وہی ہوں گے۔ پہلے ایکٹ میں سٹیج پر سفید روشنی اور دوسرے ایکٹ میں نیلی روشنی ہوگی۔ زمیندار صاحب کے مکان کا برآمدہ اور عیش باغ سامنے کے منظر ہیں۔ باغ کا کونچ اس سین کا پردہ گرنے کے بعد بازو سے کھسکا دیا جائے گا اور پھر سین کے ختم پر پردہ اٹھنے سے پہلے اندر کھینچ لیا جائے گا اس کے لئے معمولی میکانی ذرائع سے کام لیا جا سکتا ہے۔

پہلا ایکٹ

کردار

پہلا ایکٹ

فتین۔ ایک خیال پرست نوجوان

حکمت علی۔ فتین کے دوست۔ عمر بتیس سال

نواب طرفہ۔ پریم نگر کے ایک مفلس امیر

خیریت بیگم۔ نواب طرفہ کی بیوی

افسر جہاں۔ نواب طرفہ کی لڑکی۔ عمر ۲۲ سال

نعیم۔ نواب طرفہ کا بھتیجا۔ افسر جہاں کا منگیتر

زمیندار۔ اکارت فلم کمپنی کے مالک

مس چمپنی۔ فلم اسٹار

سلار۔ نوکر

چودھری قدوس صاحب (زمیندار کے کارندے)

نوکر چاکر وغیرہ۔

سین پہلا

پریم ہوٹل کا ایک کمرہ

(کمرے کی داہنی اور بائیں جانب دو پرانی چارپائیاں بچھی ہوئی ہیں۔ بیچ میں ایک چھوٹی میز اور دو کرسیاں رکھی ہیں، پیچھے ایک پرانی سنگھار میز اور تپائی ہے۔ جس وقت پردہ اٹھتا ہے، حکمت علی پلنگ پر بیٹھے ہوئے ہیں اور پاس ہاتھ میں چائے کی پیالی لئے ہوئے فتین کھڑا ان سے باتیں کر رہا ہے۔ دونوں کی عمریں ۳۰ یا ۳۲ سال کی ہیں فتین کے جسم پر پتلون اور اسپورٹنگ قمیص ہے۔ حکمت علی ململ کا کرتہ اور پاجامہ پہنے ہوئے ہیں)

فتین۔ کہو دوست کیسے گذری۔ سفر کی تکان کے بعد مزے کی نیند آئی ہوگی

حکمت علی۔ نیند کیسی یہاں پلک سے پلک نہیں جھپکی۔ رات بھر کھٹمل ستاتے رہے

فتین۔ کھٹملوں سے زیادہ مچھروں نے پریشان کیا۔

حکمت علی۔ دونوں موذی ہیں۔ ایک سے ایک بڑھ کر۔ ظالموں نے جسم کا آدھا خون چوس لیا۔

حکمت علی۔ گنجائش یہاں سے زیادہ ہے۔ ایک وسیع صحن کے اطراف چالیس کشادہ کمرے بنے ہوئے ہیں۔

فتین۔ وہیں کیوں نہ منتقل ہو جائیں۔ رہنے سہنے کا آرام رہے گا۔ اور کرایہ بھی یقیناً کم ہوگا۔

حکمت علی۔ وہاں رہنے میں مشکل یہ ہے کہ سامان کی خاطر خواہ حفاظت نہیں ہو سکتی۔ اکثر کمروں کے دروازے اور احاطے کی ایک دیوار غائب ہے۔

فتین۔ اپنے کئے کی سزا بھگتئے۔ افسوس اس کا ہے کہ اپنے ساتھ مجھے بھی پریم نگر گھسیٹ لائے۔

حکمت علی۔ عام حالات میں نہ میں یہاں آتا اور نہ تمہیں زحمت دیتا۔ لیکن ایک خاص صورت پیدا ہو گئی تھی۔

فتین۔ کوئی خاص صورت نہیں پیدا ہوئی۔ نواب طرفہ کی ہٹ دھرمی تھی اور بس

حکمت علی۔ اگر تم انکار کرتے تو نواب ضرور یہی خیال کرتے کہ تم ان کو مورد الزام ٹھیراتے ہو

فتین۔ میں کسی کو الزام نہیں دیتا۔ اور نہ میرے الزام دینے سے کسی کا کچھ بگڑ سکتا ہے

حکمت علی۔ انھوں نے تمہاری طرف سے کوشش کی۔ لیکن بیوی کی ضد کے آگے ان کا زور نہیں چل سکا۔ تم جانتے ہو خیریت بیگم کس بلا کی عورت ہے۔ وہ جب کسی بات پر اڑتی ہے تو پھر [illegible]

فتین۔ لیکن مجھے اس تقریب میں دعوت دینے کے کیا معنی۔ کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ میں غیر کی کامیابی پر اپنے منہ سے مبارکباد دوں۔

حکمت علی۔ تم اس تقریب میں ایک دوست کی حیثیت سے بلائے گئے ہو۔

فتین۔ کس کے دوست کی حیثیت سے۔ نعیم کے یا افسر جہاں کے۔

حکمت علی۔ تم دونوں کے دوست ہو۔ نعیم تمہارا ہم جماعت ہے اور افسر جہاں تمہاری ہم خیال، اور سب سے زیادہ یہ کہ نواب طرفہ تمہارے دلدادہ ہیں۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ خیریت بیگم روڑے نہ اٹکاتیں تو وہ خوشی سے افسر جہاں کو تمہیں بیاہ دیتے۔

فتین۔ میں جانتا ہوں۔ ایک بوڑھیا کا دل خوش کرنے کے لئے تین نوجوانوں کے دل توڑے گئے ہیں۔

حکمت علی۔ میں تمہارے اور افسر جہاں کے جذبات سے واقف ہوں۔ گو نعیم کی ناراضی کا سبب سمجھ میں نہیں آتا۔ جس شخص کو ایسی تعلیم یافتہ خوبصورت اور نیک مزاج بیوی ملے اسے اپنی قسمت پر ناز کرنا چاہیئے۔

فتین۔ نعیم افسر جہاں کا چچا زاد بھائی ہے۔ یہ دونوں بچپن سے ایک ساتھ کھیلے ہیں۔ ذاتی طور پر وہ لڑکی کو پسند کرتا ہے۔ لیکن اصولاً وہ اس کو اپنی بیوی بنانے کے خلاف ہے۔

فتین ۔ وہ افسر جہاں کی پبلک مصروفیتوں کو جائز نہیں رکھتا۔ اس کا خیال ہے کہ باہر کے جھگڑوں میں حصہ لینے کا حق صرف مرد کو حاصل ہے۔ عورت کو اِن جھگڑوں سے کوئی سروکار نہ ہونا چاہئے ۔ وہ گھر کی فضا خراب کرنے کے لئے پیدا کی گئی ہے۔

حکمت علی ۔ باوجود اس کے خیریت بیگم کو اصرار ہے کہ اسی کے ساتھ لڑکی کو بیاہ دیں گی۔

فتین ۔ خیریت بیگم، نعیم کی ہم خیال ہونے کے علاوہ اس کی چچی ہے ۔ اور قدرتی طور پر اپنے بھتیجے کو تمام دنیا کے نوجوانوں سے زیادہ لائق اور ہونہار سمجھتی ہے۔

حکمت علی ۔ قسمت کا دھنی اسی کو کہتے ہیں ۔ روپیہ کمانے کی خواہش ہے نہ قابلیت، پھر بھی خرچ کے لئے بے دریغ روپیہ ملتا ہے ۔ محبت کا حوصلہ ہے نہ محبت کی پروا مگر جس حسین پر دل آتا ہے وہ اسے اپنے حسن کا تحفہ پیش کرتی ہے۔

فتین ۔ یہی نہیں بلکہ جس لڑکی کو ٹھوکر کے برابر سمجھتا ہے وہی اس کے پلّے باندھی جاتی ہے اور اس تاکید کے ساتھ کہ عمر بھر خدمت گذاری کرو۔ اب تک ماں باپ تمہارے مالک تھے اب شوہر تمہارا دیوتا ہے۔

حکمت علی ۔ نواب طرفہ کیوں اس زبردستی کی نسبت کو نہیں توڑتے ۔ وہ افسر جہاں

یا وہ اپنے بھتیجے کے خیالات سے ناواقف ہیں۔

فتین۔ وہ بے چارے کیا کر سکتے ہیں۔ لڑکی کی طرفداری کرتے ہیں تو بیوی ناخوش اور بیوی کی حامی بھرتے ہیں تو لڑکی ناراض، اس لئے وہ اس جھگڑے سے اپنے آپ کو علٰحدہ رکھنے میں اپنی سلامتی سمجھتے ہیں۔

حکمت علی۔ نواب سا امن پسند اور اطاعت گذار شوہر بھی کم دیکھنے میں آیا۔ خدا انھیں جیتے جی جنت نصیب کرے۔

فتین۔ افسر جہاں کی طبیعت بھی زمانہ سے نرالی واقع ہوئی ہے۔ اِدھر کی دنیا اُدھر ہو جائے اسے خبر نہیں ہوتی، اخبار کا مطالعہ ہے یا ناول بینی یا پھر رفاہ عام کی تحریکیں۔

حکمت علی۔ آج کل رفاہی تحریکیں بہت عام ہوگئی ہیں۔

فتین۔ ہر شخص دوسرے کو سدھارنا چاہتا ہے۔ شہر والے گاؤں والوں کو گاؤں میں رہنے والے شہریوں کو۔

حکمت علی۔ اس لئے گاؤں سدھار کی تحریک میں شہر کے سارے نوجوان حصہ لے رہے ہیں جس شخص کو مضمون لکھنے کے لئے کوئی اور عنوان سجھائی نہیں دیتا وہ اس پر قلم اٹھا کر کیچڑ اور گوبر کے موضوع پر صفحے سیاہ کرتا ہے۔

فتین۔ اور جب قلم چلانا نہیں آتا وہ اپنے سر میں گوبر بھر کے دوسروں پر

کیچڑ اچھالتا ہے۔

حکمت علی۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کیچڑ اور گوبر پر کیا مضمون لکھا جا سکتا ہے۔

فتین۔ کیچڑ اور گوبر سے ہمارے دیہات کی رونق ہے۔ اس کو نکال دو تو پھر گاؤں میں کوئی ندرت باقی نہیں رہتی۔

حکمت علی۔ سب سے پہلے یہ کام زمیندار صاحب کو کرنا چاہئیے۔ وہ کیوں گاؤں سدھار کا بیڑہ نہیں اٹھاتے۔

فتین۔ زمیندار صاحب کا روپیہ فلم ایکٹرسوں کی اصلاح پر صرف ہوتا ہے۔ اس نیک کام میں انھوں نے بہت کچھ ایثار سے کام لیا۔ اب ان سے مزید قربانی کی توقع بے جا ہے۔

(نوکر داخل ہوتا ہے)

نوکر۔ حضور! زمیندار صاحب اور نواب نعیم تشریف لائے ہیں۔

حکمت علی۔ یادش بخیر۔

فتین۔ اس ہوٹل میں کوئی دوسرا کمرہ موجود نہیں، حیران ہوں انہیں کہاں بٹھاؤں

حکمت علی۔ یہیں بلا لیجئے تھوڑی دیر کے لئے اسی کو ملاقات کا کمرہ تصور کریں گے۔

فتین۔ (نوکر سے) کہدے یہیں تشریف لے آئیں۔ (نوکر چلا جاتا ہے) عجیب نالائق نوکروں سے پالا پڑا ہے۔ دس بج چکے۔ ابھی تک نہ کمرہ صاف کیا

حکمت علی - کوئی مضائقہ نہیں - اس ولیس کے امیر غریب سب اسی حال میں رہتے ہیں۔

(زمیندار صاحب اور نعیم داخل ہوتے ہیں - زمیندار صاحب کی عمر کوئی پچاس پچپیس کی ہوگی - ڈاڑھی منڈھی ہوئی، نوکدار مونچھیں جسم پر قیمتی شیروانی اور چوڑی دار پاجامہ - سر پر کشتی نما مخملی ٹوپی - نعیم کا سن تیس بتیس برس کا ہوگا، وہ بھی شیروانی اور چست پاجامہ پہنے ہوئے ہے لیکن سر پر ایرانی وضع کی ٹوپی ہے)

فتین - (سرد مہری کے ساتھ) آئیے تشریف لائیے۔

نعیم - ہلو فتین خیریت سے تو ہو۔

فتین - احباب کی دعا سے زندہ ہوں۔

نعیم - حکمت علی صاحب کو تسلیمات عرض ہے - کہئے مزاج تو اچھے ہیں۔

حکمت علی - شکر ہے کوئی شکایت نہیں۔

نعیم - آپ سے ملئے - آپ ہمارے قصبہ کے زمیندار ہیں۔

فتین - آداب عرض ہے - تشریف رکھئے - معاف کیجئے - اس کمرے میں گنتی کی چند کرسیاں رکھی گئی ہیں - امید کہ آپ اس کا خیال نہ کریں گے۔

زمیندار - یہ میں جانتا ہوں - آپ اس کی فکر نہ کیجئے۔

نعیم - (زمیندار سے) فتین اور حکمت علی صاحب ساری دنیا کا سفر کر کے حال میں وطن لوٹے تھے - اور ابھی سفر کی تکان دور ہونے نہ پائی تھی کہ چچا کے

اصرار پر انہیں یہاں آنا پڑا۔

زمیندار۔ (حکمت علی سے) کیا آپ بھی فتین صاحب کے ہمراہ تھے۔

حکمت علی۔ جی ہاں۔ ہمراہ بلکہ ہمرکاب تھے۔ اور ہوائی جہاز کے سفر میں ہم پرواز بھی

زمیندار۔ دنیا کا سفر نہایت مفید مشغلہ ہے۔ جس کے پاس روپیہ ہو اُسے
ایک دفعہ ضرور سیاحت کرنی چاہیئے (فتین سے) آپ نے کن کن ممالک کی سیر کی

فتین۔ یورپ، آفریقہ، آسٹریلیا، وسط ایشیا، چین، جاپان، امریکہ غرض
ساری دنیا کی خاک چھانتے پھرے اور جب پاس روپیہ نہ رہا تو اس نتیجہ
پر پہنچے کہ آرام سے زندگی بسر کرنے کے لئے وطن سے بہتر کوئی جگہ نہیں۔

نعیم۔ زمیندار صاحب کو بھی سیر سپاٹے کا شوق ہے۔ وہ تم سے بعض باتیں
پوچھنا چاہتے تھے۔

فتین۔ میں اپنی معلومات کی حد تک ہر سوال کا جواب دینے کے لئے بخوشی
تیار ہوں۔ فرمائیے۔

زمیندار۔ نعیم کو ان چیزوں سے زیادہ دلچسپی ہے۔

نعیم۔ آپ کو اس کا زیادہ تجربہ ہے۔

حکمت علی۔ کیا وہ اتنا اہم سوال ہے کہ آپ دونوں میں سے کوئی بھی پہل
کرنے پر آمادہ نہیں۔

دریافت کرنا چاہتے تھے۔ کہ خاص قسم کی سیر تفریح کے لئے کونسا ملک سب سے زیادہ اچھا ہے۔

فتین۔ زندہ دل کے لئے ہر ملک اور مردہ دل کے لئے کوئی ملک بھی نہیں۔

زمیندار۔ ان کا یہ مطلب نہیں تھا...... بلکہ آپ جانتے ہیں دیدوادید...... یعنی...... آپ سمجھ گئے نا۔

فتین۔ دیدوادید ہر ملک میں ممکن ہے، لیکن خاص طور پر ٹھنڈے ممالک آنکھیں سینکنے کے لئے زیادہ موزوں ہیں۔

زمیندار۔ آپ امریکہ تشریف لے گئے تھے تو ہالی وڈ ضرور گئے ہوں گے۔ وہ ہر شوقین نوجوان کی زیارت گاہ ہے۔

فتین۔ ہم ہالی وڈ گئے تھے لیکن زیادہ عرصہ تک قیام نہ کر سکے۔ ہمیں جاپان کے لئے دوسرے ہفتے جہاز پر سوار ہونا تھا۔

زمیندار۔ ہالی وڈ میں فلم ایکٹرسوں کو دیکھنے کا اتفاق ہوا یا آپ کو اس کا شوق نہیں۔

فتین۔ شوق کیوں نہیں۔ سینما کے تقریباً تمام ایکٹروں اور ایکٹرسوں کو میں فلم میں دیکھ چکا ہوں۔

نعیم۔ سینما کے پردے پر دیکھنے سے کیا فائدہ۔ زمیندار صاحب پوچھنا چاہتے ہیں کہ ان سے ملاقات کی لذت حاصل ہوئی یا نہیں (ان کی نقل

اتارتے ہوئے) آپ جانتے ہیں دید، وادید..... یعنی..... آپ سمجھ گئے نا

حکمت علی - ہماری ایسی قسمت کہاں - ہم زمین کے رہنے والے وہ آسمان کے ستارے -

زمیندار - ملاقات نہ سہی - نظارہ بازی تو کی ہوگی -

فتین - بس یوں سمجھئے کہ دوربین سے تاروں کی محفل کا سماں دیکھ لیا -

زمیندار - یہ بھی غنیمت ہے - ہم اس تماشے سے بھی محروم رہے - مدت سے سوچ رہا ہوں کہ زمینداری بیچ کر گریٹا گاربو کو دیکھنے کے لئے ہالی ووڈ جاؤں لیکن کوئی نہ کوئی رکاوٹ پیدا ہو جاتی ہے -

حکمت علی - ہر نیک ارادے کا یہی حشر ہوتا ہے -

زمیندار - میں آپ سے یہ بھی پوچھنا چاہتا تھا کہ چین اور جاپان کے حسن میں کیا فرق ہے - اس میں شک نہیں یہ دونوں قومیں ایک نسل کی ہیں - پھر بھی خدوخال، بناؤ سنگھار میں مقامی خصوصیتیں ہونا لازمی ہیں -

فتین - میں نے اتنی تفصیل سے نہیں دیکھا -

نعیم - دراصل اس باریک فرق کو محسوس کرنے کے لئے چشم بینا چاہئیے، اور فنی مہارت، کیوں حکمت علی صاحب -

حکمت علی - میں صرف اس مسئلہ کے قانونی پہلو پر بحث کر سکتا ہوں -

فتین - عشق اور ہوس میں کچھ تو امتیاز رہے۔

زمیندار - بے شک ۔لیکن اسی کے ساتھ حسن کا فرق بھی نہ بھولنا چاہئے۔

نعیم - حسن کی نزاکتوں کو یہ کیا جانیں ۔میں آپ کو بتاتا ہوں ۔چین کا حسن نمکین ہوتا ہے اور جاپان کا شیریں، چین میں ہلکی سی زردی مائل سرخی اور جاپان میں تھوڑی سی سرخی مائل زردی رخساروں کے لئے مفید سمجھی جاتی ہے ....

حکمت علی .. معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے تفریحی مشغلوں کا دائرہ دور تک پھیلا ہوا ہے ..... کیا شادی کے بعد بھی یہ مشغلے جاری رہیں گے۔

نعیم - شادی کو ان مشاغل سے کیا تعلق ۔بیوی گھر میں رہے گی، تفریح باہر ہوا کرے گی۔

حکمت علی - اس سے تو بہتر تھا ایسے رشتے ہی سے انکار کر دیتے۔

نعیم - میں انکار کرتا تو چچی ناراض ہوتیں، لڑکی اپنی توہین خیال کرتی، چچا شہر بھر میں رسوا ہوتے ۔اور نتیجہ کچھ نہ نکلتا۔ خاندان والے ہاتھ دھو کر میرے پیچھے پڑ جاتے ۔ دن رات صلواتیں سنا کر چچی صاحبہ میرا جینا دوبھر کر دیتیں اور جو کام آج ہنسی خوشی سے ہو رہا ہے وہ کل رو دھو کر کرنا پڑتا۔

حکمت علی - خیر اس تذکرے سے اب کیا حاصل ۔ یہ کہو کون کون سے طائفے بلائے

نعیم - تمام تفصیلات کل فرصت سے سن لینا۔ اس وقت ہم تمہیں دعوت دینے کے لئے آئے تھے ۔

حکمت علی - کیا شادی کی دعوتوں کا سلسلہ ابھی سے شروع ہو گیا ۔

زمیندار - یہ شادی کی دعوت نہیں ۔ بلکہ ایک غیر رسمی پارٹی ہے ۔ پریم نگر کی مشہور فلم ایکٹرس مس چمنی کو میں نے کھانے پر بلایا ہے جس کے بعد دو ایک ربر برج کے کھیل لیں گے ۔

فیتن - برج سے مجھے دلچسپی نہیں اس پارٹی میں میرے بدلے کسی اور کو شریک کر لیجئے ۔

زمیندار - آپ سے تعارف کرانے کے لئے میں نے یہ پارٹی مقرر کی ہے ۔ مس چمنی ہالی وڈ کے تذکرے سن کر خوش ہوں گی ۔ وہاں کے حالات دریافت کرنے کا انہیں بے حد اشتیاق ہے ۔

نعیم - ہماری خاطر نہ سہی مس چمنی کے خیال سے چلے آنا" تقریب کچھ تو بہر ملاقات چاہئے "۔

زمیندار - اگر آپ تشریف نہ لائیں تو وہ برا مانیں گی ۔

فیتن - آپ کو اصرار ہے تو گھڑی بھر کے لئے حاضر ہو جاؤں گا ۔

زمیندار - اور حکمت علی صاحب، آپ بھی تشریف لائیں گے ۔ آپ تو برج کے ماہر ہیں ۔

حکمت علی۔ پتے بانٹ لیتا ہوں، اور اگر قسمت یاوری کرے تو دو ایک پٹ بنا لینے سے ہاتھ نہیں روکتا۔

نعیم۔ بس آپ آ رہے ہیں۔ اور کوئی عذر نہ سنا جائے گا۔

حکمت علی۔ دوستوں کا کہنا سر آنکھوں پر۔

زمیندار۔ (کرسی سے اٹھ کر) اب چلنا چاہیئے۔ دیکھئے بھولنا نہیں کل رات غریب خانہ پر آپ دونوں کا انتظار رہے گا۔

نعیم۔ (کرسی سے اٹھ کر) برج کے لئے لیس ہو کر آنا۔ ہم دس روپے پائینٹ بد کر کھیلتے ہیں۔

حکمت علی۔ اطمینان رکھئے جیبیں خالی کر کے اٹھیں گے۔

زمیندار اور نعیم۔ خدا حافظ۔

فتین اور حکمت علی۔ خدا حافظ۔

(زمیندار اور نعیم چلے جاتے ہیں)

فتین۔ بعض اوقات خوش باش لوگوں کی زندگی پر رونا آتا ہے۔

حکمت علی۔ کیا کیا جائے۔ اس دنیا میں زندہ رہنا ہے تو دنیا والوں کے ساتھ نباہنا پڑتا ہے۔ اور تھوڑی تفریح تو ہر انسان کے لئے ضروری ہے۔

فتین۔ اس دنیا کی تفریح میں بڑی خرابی یہ ہے کہ دنیا والوں کو اس سے

حکمت علی ۔ کوئی دوسری دنیا بھی تو نہیں کہ میں تمہیں وہاں کی تفریح کا مشورہ دیتا

فنتین ۔ دوسری دنیا نہ سہی ۔ دوسرا زمانہ ہی میسر آتا ۔ ایسا زمانہ جس میں ہم اپنی پسند کی زندگی گذار سکتے ۔

حکمت علی ۔ ہمارے جیتے جی تو وہ زمانہ نہیں آئے گا ۔ مرنے کے بعد ممکن ہے ۔

فنتین ۔ یہ کیوں ممکن نہیں کہ ہم جیتے جی اس زمانہ کی سیر کریں جو ہمارے مرنے کے بعد آنے والا ہے ۔ ان لوگوں سے ملیں جو ابھی پیدا نہیں ہوئے ۔ ایسے شہر میں رہیں جس کی بنا نہیں پڑی ....

حکمت علی ۔ (بات کاٹ کر) ذرا مجھے سنبھلنے دیجئے ۔ میں جانتا ہوں کہ آپ ایک خیال پرست نوجوان ہیں، اور واقعات کی دنیا کو چھوڑ کر اپنی خیالی دنیا میں سانس لینے کے عادی ہیں ۔ لیکن پھر بھی میں سمجھتا ہوں کہ آپ اس قدر پاگل نہیں ہیں کہ ممکن اور ناممکن کے فرق کو بالکل بھلا دیں ۔

فنتین ۔ جو واقعہ ہو چکا ہے وہ ممکن ہے اور جو ہونے والا ہے وہ ناممکن ۔ اس کے سوا ممکن اور ناممکن میں کوئی فرق نہیں ۔

حکمت علی ۔ ممکن ہے آپ کا خیال صحیح ہو ۔

فنتین ۔ خیالات کی دنیا میں ہر واقعہ صحیح ہے .... واقعات کی دنیا میں کوئی خیال صحیح نہیں ۔

قدم رکھنا نہیں چاہتا۔

فتین - میں واقعات کی دنیا سے کوسوں دور بھاگتا ہوں، جہاں سوائے تکلیف دہ واقعات کے کوئی اور واقعہ پیش نہیں آتا، جہاں صبح شام ایک ہی قسم کا تماشہ دیکھتے دیکھتے جی بیزار ہو جاتا ہے، اور دن رات ایک ہی طرح کا کام کرنے سے طبیعت اکتا جاتی ہے۔ جس دنیا میں سوائے افلاس ذلت، بیماری اور جہالت کے کوئی دوسرا منظر سامنے نہیں آتا۔ اس لئے میں نے خیال کی دنیا آباد کی ہے۔

حکمت علی - آپ خیال کی آزادی چاہتے ہیں اور اس لئے عمل کے میدان سے بھاگ رہے ہیں۔

فتین - سچی آزادی صرف خواب ہی میں میسر آتی ہے۔ اس لئے میں خیال کا سہارا ڈھونڈ رہا ہوں جو زمان اور مکان کی قید سے آزاد ہے۔ یہ میرے ذہن کا سب سے دلفریب تصور ہے اور تصور کے اس عالم میں، میں سب کچھ دیکھنا چاہتا ہوں۔ ان لوگوں کے چہرے جو ابھی پیدا نہیں ہوئے۔ اس شہر کی عمارتیں جس کی بنا نہیں پڑی۔

حکمت علی - یوں کہئے کہ آپ آئندہ زمانے کو خواب میں دیکھنا چاہتے ہیں۔

فتین - میں آئندہ زمانے کو خواب میں نہیں دیکھنا چاہتا بلکہ آئندہ زمانے کا

حکمت علی۔ وہ ایک ہی بات ہے۔

فتین۔ ہرگز نہیں۔کسی چیز کو خواب میں دیکھنے کے لئے گہری نیند چاہئے۔ کسی چیز کا خواب دیکھنے کے لئے پوری طرح بیدار رہنا شرط ہے۔جو لوگ ہمیشہ سوتے میں خواب دیکھتے ہیں وہ اپاہج ہیں۔جنھیں کبھی کبھی بیداری کا خواب دکھائی دیتا ہے وہ اہلِ نظر کہلاتے ہیں۔

==:==:==:==:==

سین دوسرا

عیش باغ

(ایک طرف کونے میں ایک کوچ بچھا ہوا ہے۔ دوسری جانب سے فتین اور افسر جہاں داخل ہوتے ہیں۔ فتین کے جسم پر وہی لباس ہے جو وہ پہلے سین میں وہ پہنے ہوئے تھا۔ افسر جہاں نئے طرز کی ساڑی اور بے آستین کا بلاوز پہنی ہوئی ہے۔ سر کے بال انگریزی فیشن کے مطابق کٹے ہوئے ہیں)

فتین۔ تنہائی سے جی گھبرا گیا تھا۔ سوچا کہ گھڑی بھر کسی دوست کے ساتھ باغ کی سیر کرنے سے شاید طبیعت بہل جائے۔

افسر۔ حکمت علی صاحب کہاں گئے ہیں۔

فتین۔ حکمت علی دل کی وحشت کو نہیں دور کر سکتے اور نہ باغ کی تفریح میں ان کے وجود سے شاعرانہ فضا پیدا ہو سکتی ہے۔

افسر۔ شاعری کے لئے باغ کا صحن اور نہر کا کنارہ کافی تھا۔ یہاں کسی کونے میں

اس قسم کی ملاقاتوں کی خدا جانے آئندہ اجازت ملے یا نہ ملے۔

افسر۔(شرارت سے) اور آپ کیوں کسی جاگیر پر ہاتھ نہیں مارتے۔

فتین۔موقع کی تلاش ہے۔کوئی جاگیر ایسی نظر آئے جو مہاجن کے پاس رہن نہ ہوئی ہو اور اس کے ساتھ اکلوتی لڑکی ملے تو ڈورے ڈالتا ہوں۔

افسر۔اکلوتی لڑکی کی شرط کس لئے۔

فتین۔جائداد کے معاملے میں میں کسی دوسرے کی شرکت کا قائل نہیں۔اس سے خواہ مخواہ وراثت کے جھگڑے پیدا ہوتے ہیں۔

افسر۔(کوچ کی طرف اشارہ کر کے) تھوڑی دیر بیٹھ کے باتیں کریں تو کیا ہرج ہے کھڑے کھڑے چین سے گفتگو نہیں ہو سکتی۔

فتین۔ضرور۔

(دونوں کوچ پر بیٹھ جاتے ہیں اور کچھ دیر تک معنی خیز خاموشی رہتی ہے)

افسر۔(سکوت کو توڑتے ہوئے) آپ خاموش کیوں ہو گئے۔کیا کوئی نیا مضمون سوجھا یا کسی پرانے دوست کی یاد آگئی۔

فتین۔کچھ نہیں۔اس جگہ کو دیکھ کر گذشتہ واقعات کی تصویر آنکھوں میں پھر گئی۔ یاد ہے اسی کوچ پر بیٹھ کر ہم دنیا کو بدلنے کے منصوبے باندھا کرتے تھے۔

افسر۔ہاں خوب یاد ہے۔آپ کو یقین تھا کہ آپ مضمون لکھنے لگیں اور میں الکیں

فتین - آپ نے دھواں دھار تقریریں کیں اور میں نے آتش افشاں مضامین لکھے، لیکن نتیجہ کیا نکلا۔

افسر - آپ سائنس کے ماہر بن گئے اور میں آرٹ کا نمونہ۔

فتین - میں سائنس کا ماہر نہ سہی لیکن آپ آرٹ کا نمونہ ضرور بن گئی ہیں۔

افسر - (طنزاً) شکریہ، یہ تعریف ہے یا مذمت۔

فتین - نہ یہ تعریف ہے نہ مذمت بلکہ واقعہ کا اظہار ہے۔

افسر - آرٹ کے بارے میں اب بھی آپ کا وہی نظریہ ہے؟

فتین - کیوں نہیں میں ہمیشہ سے کہتا آیا ہوں اور ہمیشہ یہی کہوں گا کہ آرٹ نیچر کی ترقی کا آخری زینہ ہے۔ وہ آرٹ نہیں جو اصلیت کو بگاڑ دے یا اس کی نقالی میں اپنا سارا کمال صرف کر دے بلکہ وہ آرٹ جو اصلیت کو چار چاند لگا دے اور کچھ ایسے ہی آرٹ کا نمونہ اس وقت میرے سامنے ہے۔

افسر - کاش آپ اس مسئلہ پر امی سے گفتگو کرتے۔ وہ آپ کو تصویر کا دوسرا رخ دکھائیں جو شاید اس قدر روشن نہ ہوتا۔

فتین - ماں اپنی بیٹی میں کوئی شعریت نہیں پاتی اور نہ شوہر کو بیوی میں کسی قسم کا حسن نظر آتا ہے۔

افسر - (چھیڑنے کے لئے) اپنی بیوی کا حسن نظر نہ آتا ہوگا۔ دوسرے کی بیوی کا

فتین - حسن فطرت کا وہ نازک پھول ہے جو چھوتے ہی کمھلا جاتا ہے۔

افسر - (جھجکتے ہوئے) اور عشق کیا ہے۔

فتین - زندگی کا وہ رنگین کھلونا جو ہاتھ لگاتے ہی ٹوٹ جاتا ہے۔

افسر - خیال نازک ہے اور رنگین بھی - لیکن کیا سچ مچ آپ اس پر عمل کرتے ہیں۔

فتین - یہ کیسے ممکن ہے - مرجھانے کے خیال سے کوئی پھول سونگھنا نہیں چھوڑتا اور نہ ٹوٹنے کے ڈر سے کھلونے کو ہاتھ لگانے سے چوکتا ہے - ایسے مضامین صرف غزل میں باندھتے ہیں۔

افسر - غزل گوئی کی مشق اب بھی جاری ہے یا ترک کردی - اس زمانے میں تو آپ اشعار میں گفتگو کیا کرتے تھے اور آپ کا کوئی شعر ہجر کے درد بھرے مضامین سے خالی نہ ہوتا تھا۔

فتین - میں نے شعر کہنے کی قسم کھالی ہے۔

افسر - میں جانتی ہوں کہ سائنس داں عام طور پر شعر نہیں کہتے لیکن پھر بھی۔

فتین - یہ غلط ہے - سائنس داں نظم میں شاعری نہیں کرتے لیکن سائنس کی نثر میں نظم سے زیادہ شاعری ہوتی ہے - بہرحال میں نے شاعری سے توبہ کرلی ہے۔

افسر - آپ نے اس فن پر ظلم کیا - اس کو چھوڑنے کی کوئی وجہ نہ تھی۔

اگلے زمانے میں ایک نومشق شاعر اپنا کلام لے کر استاد کی خدمت میں حاضر ہوا۔ استاد نے ضروری اصلاح دینے کے بعد پوچھا' عشقیہ شعر تو کہتے ہو، کسی کو دل بھی دیا ہے۔ شاگرد نے جواب دیا' نہیں۔ استاد نے کہا" پھر اس جھوٹی معاملہ بندی سے کیا فائدہ" سعادت مند شاگرد پر اس نصیحت کا اس قدر اثر ہوا کہ وہ فوراً ایک بت بے پیر کا مرید ہو گیا۔ رفتہ رفتہ جھوٹ موٹ کی محبت نے سچ مچ عشق کا رنگ اختیار کیا۔ ایک عرصے کے بعد وہ پھر استاد کی خدمت میں حاضر ہوا۔ استاد نے پوچھا کہ "کیوں ہماری ہدایت پر عمل کیا" جواب دیا "جی ہاں" استاد نے خوش ہو کر اپنے شاگرد رشید سے کچھ تازہ کلام سنانے کی فرمائش کی۔ لیکن وہاں بیاض خالی تھی عشق کا مزا چکھنے کے بعد غزل گوئی کا چسکا جاتا رہا تھا۔

افسر۔ یعنی اس کی محبت محض تفریح کے لئے تھی دل لگانے سے دل بہلانا مقصود تھا۔

فتین۔ ہرگز نہیں۔ وہ محبت کے جنون میں قیس و فرہاد سے کسی طرح کم نہ تھا۔ البتہ دیوانگی کے اظہار میں وہ زیادہ ہوشیاری سے کام لیتا تھا۔ جب اس کو معشوق کی یاد بے اختیار کر دیتی تو وہ کپڑے پھاڑ کر جنگل کی طرف نکل جانے

کے ساتھ ناچا کرتا تھا۔

افسر۔ (طنزاً) پھر تو وہ لختِ دل کے بدلے کری پف کھاتا اور خونِ جگر کے عوض شمپین پیتا ہوگا۔

فتین۔ یقیناً۔ اور اس نے فرہاد کی طرح جوئے شیر لانے کی کبھی کوشش نہیں کی۔

افسر۔ اس کو شیریں سے محبت نہ تھی۔

فتین۔ یہ بے جا اتہام ہے۔ وہ شیریں کو جان سے زیادہ عزیز رکھتا تھا۔ اور اس کی تلاش میں ہر سال ایک نئے ہِل اسٹیشن کا سفر اختیار کرتا تھا اور جب اس کو اپنی شیریں خسرو کے ساتھ رولس رئیس میں بیٹھی ہوئی نظر آتی تو وہ قریب کے رسٹوران میں دودھ کے گھونٹ پی کر رہ جاتا۔

افسر۔ اور جب اس کو شیریں تنہا ملتی تو وہ کس قسم کی گفتگو کرتا۔

فتین۔ وہ آرٹ اور فنونِ لطیفہ کی خوبیاں بیان کرتا۔ فلسفہ اور نفسیات کی گتھیاں سلجھاتا۔ اخلاق اور ادب پر لکچر دیتا۔

افسر۔ کبھی اس نے اظہارِ محبت بھی کیا۔

فتین۔ وہ محبت کو دنیا کی بہترین لذت اور اظہارِ محبت کو انسان کی بدترین حماقت سمجھتا تھا۔ اس لئے اس نے کبھی بھولے سے بھی محبت کا لفظ زبان

سے نہیں نکالا

فتین۔ تو وہ جان بوجھ کر انجان بنی رہی۔

افسر۔ وہ مجبور تھی۔

(حکمت علی داخل ہوتے ہیں)

حکمت علی۔ اے لو ہم نے سارا باغ چھان مارا اور یہ دونوں یہاں بیٹھے ہیں۔

فتین۔ (چونک کر) ایک دلچسپ بحث چھڑ گئی تھی اس لئے ہمیں دیر ہو گئی معاف کرنا۔

حکمت علی۔ جب سے لڑکیاں تعلیم پانے لگی ہیں، نوجوان مردوں کو علمی مباحث کے سوا دوسرا کوئی کام نہیں۔ کیوں سچ کہتا ہوں نا۔

فتین۔ سچ بولنے کی عادت نہایت خطرناک بیماری ہے۔ آپ اس روگ سے اپنے آپ کو بچائے رکھئے۔

افسر۔ سچ بولنے والا ساری دنیا کو دھوکے میں رکھتا ہے۔ جھوٹ بولنے والا اپنے سوا کسی کو فریب نہیں دے سکتا۔

حکمت علی۔ آدھی عمر گذر گئی۔ مجھے آج تک جھوٹ اور سچ کا فرق نہ معلوم ہو سکا۔

فتین۔ سچ وہ جھوٹ ہے جو آپ کہتے ہیں۔ جھوٹ وہ سچ ہے جو آپ کا دشمن کہتا ہے۔

حکمت علی۔ سمجھ گیا۔ لیکن یہ کہئے کہ آپ دونوں یہاں سے چلتے ہیں یا یہیں

حکمت علی۔ اب تک تو علم کے چرچے کالجوں اور کتب خانوں کی چار دیواری میں محدود تھے مگر اب یہ وبا پارک اور چمن میں بھی پھیلنے لگی۔

(سب چلے جاتے ہیں)

سین تیسرا

نواب طرفہ کا مکان - دیوان خانہ

(وسط میں ایک تخت پر مکلف فرش اور تکئے، بائیں جانب ایک قیمتی صوفہ سٹ، تخت پر خیریت بیگم بیٹھی پان بنا رہی ہیں۔ سامنے پاندان، خاصدان اور داہنی طرف اگالدان رکھا ہے۔ خیریت بیگم کے جسم پر نہایت قدیم وضع کا لباس ہے۔ صوفہ پر نواب طرفہ بیٹھے ہوئے حقہ کے کش لگا رہے ہیں۔ نواب کے جسم پر ململ کا کرتہ اور ڈھیلا پاجامہ اور سر پر گول پھول دار ریشمی ٹوپی ہے)

خیریت بیگم - لڑکی کا بیاہ ہو جائے تو سر سے ایک پہاڑ اتر جائے۔

نواب طرفہ - ماں باپ کے لئے یہی سب سے بڑی ذمہ داری کا کام ہے جس کے لئے برسوں سے تیاریاں کی جاتی ہیں۔

بیگم - خدا نے چاہا تو میں اس تقریب میں دل کے تمام ارمان نکالوں گی۔ اور اپنی لڑکی کا بیاہ ایسی دھوم سے رچاؤں گی کہ شہر والے عمر بھر یاد کریں گے۔

نواب - واقعہ یہ ہے کہ جیسا زیور تم نے تیار کروایا ہے اور جس وضع کے کپڑے

بیگم ۔ میں اس سے زیادہ ٹھاٹ باٹ کا سامان خریدتی مگر آپ نے روپے کے لئے الیسا ترسایا کہ میری ہمت نہ بڑھ سکی۔

نواب ۔ تمہاری ادنیٰ سے ادنیٰ خواہش کو پورا کرنے کے لئے میں اپنے بڑے سے بڑے عیش کو قربان کر دیتا ہوں ۔ وہ کونسی ایسی فرمائش تھی جس کو میں نے پورا نہیں کیا۔

بیگم ۔ میں نے سونے کے پلنگ کی فرمائش کی تھی ۔ سونے کے پلنگ پر کمخواب کا بچھونا اور مشجر کے تکئے ۔ آپ آخر وقت تک مجھے دم دیتے رہے اور اس کے بعد خرید لائے تو ایک سڑا چاندی کا پلنگ ۔

نواب ۔ میں تمہارے حکم کے بموجب سونے کا پلنگ خریدنے کے لئے بازار گیا تھا لیکن کم بخت دوکان داروں نے جب میری ضرورت اور تمہارا شوق دیکھا تو ایک کے چار مانگنے لگے ۔ اس پر بھی مجھے کوئی عذر نہ ہوتا بشرطیکہ میرے پاس کافی روپیہ رہتا۔

بیگم ۔ اسی لئے میں کہا کرتی تھی ۲ دو لاکھ نکال لو ۔ ایک لاکھ سے کام نہیں چلے گا مگر آپ ہمیشہ اپنی ضد پر اڑے رہے۔

نواب ۔ ضد مجھے نہیں اس مہاجن کو تھی جس کے پاس جاگیر رہن ہے ۔ وہ قرض دینے پر آمادہ ہوتا تو میں دیوانہ تھا جو مفت کی رقم لینے سے انکار کرتا ۔

زیادہ قرض کے معنی زیادہ آمدنی کے ہیں۔

بیگم۔ قرض سے زیادہ مجھے لڑکی کی فکر ہے۔ اب تک بن بیاہی تھی گذر گئی۔ مگر اب شوہر کے گھر جانے والی ہے۔ اگر مزاج میں یہی آزادی اور خودسری باقی رہی تو گھر دوزخ بن جائے گا۔

نواب۔ لڑکی کو بُرا کہنے سے کیا فائدہ۔ اس زمانہ کی تہذیب ہی ایسی ہے۔ مرد عورت، بچے، بوڑھے، امیر، غریب سب اپنے حقوق جتاتے ہیں۔ کوئی اپنا فرض ادا نہیں کرتا۔

بیگم۔ مجھے کسی کے حقوق سے بحث نہیں۔ وہ اپنے حقوق جتائیں یا نہ جتائیں یہ ان کا معاملہ ہے۔ لیکن میں اپنی لڑکی کو اس تہذیب کی خاطر بے شرم بنا کر اپنی عزت نہیں گنوا سکتی۔

نواب۔ افسر جہاں ہرگز بے شرم نہیں، اگر اس کا لباس مختصر یا سر کے بال چھوٹے ہیں تو وہ آج کل کے فیشن کا قصور ہے۔

بیگم۔ آپ کو اپنی لاڈلی بیٹی میں کوئی عیب نظر نہیں آتا۔ چاہے وہ اپنی چوٹی کے ساتھ خاندان کی ناک ہی کیوں نہ کٹوا دے۔

نواب۔ بدگمانی کا کوئی علاج نہیں۔ تم جو جی میں آئے کہہ لو۔ دنیا اسے جدید

محفل میں اٹھے بیٹھے۔ شریف عورت پرائے مرد کو اپنی آواز تک نہیں سناتی صورت دکھانا تو بڑی بات ہے۔

نواب۔ یہ اس زمانے کا ذکر ہے جب عورتیں گھر کی چار دیواری کے اندر بچوں کی دیکھ بھال کیا کرتی تھیں اور سوائے خانہ داری کے کوئی پیشہ ان کے لئے موزوں نہیں خیال کیا جاتا تھا۔ اب وہ مردوں کے دوش بہ دوش کام کرنے لگی ہیں۔ دفاتر میں مدارس میں، تفریح گاہوں میں ہر جگہ ان کی مانگ ہے۔ وہ کارخانوں میں کام کرتی ہیں۔ کھیتوں میں ہل چلاتی ہیں۔ مجلسوں میں تقریریں کرتی ہیں اور وقت آپڑتا ہے تو میدان جنگ میں دشمن کے مقابلہ سے پیچھے نہیں ہٹتیں۔

بیگم۔ یہی فلسفہ چھانٹ کر آپ نے اس بے وقوف لڑکی کا دماغ خراب کر دیا ہے

نواب۔ تم ناحق مجھے الزام دیتی ہو۔ میں گھر کے کسی معاملہ میں دخل نہیں دیتا۔ اور پھر افسر جہاں کی تربیت تو شروع سے تمہارے ہی ذمہ رہی۔

بیگم۔ آپ کا مطلب یہ ہے کہ میں نے لڑکی کی دیکھ بھال نہیں کی۔ یعنی میں اپنا فرض ادا نہیں کرتی۔ اولاد میری غفلت سے خود سر اور آوارہ ہو گئی ہے

نواب۔ حاشا وکلّا میرا یہ مطلب نہیں تھا۔ میں فقط تمہارے الزام کا جواب دینا چاہتا تھا۔

نواب دیکھو یہ بے جا تہمت ہے۔ میری زبان سے ہرگز یہ الفاظ نہیں نکلے۔

بیگم۔ خیر میں ہی تہمت تراش سہی۔ آپ میرے سرتاج ہیں۔ آپ کو اختیار ہے برا بھلا جو جی میں آئے کہیں۔ ایک فرمانبردار بیوی کی طرح میں خاموش سنتی رہوں گی۔

نواب۔ بیگم میں تمہاری جتنی فرمانبرداری کرتا ہوں، اگر خدا اور رسول کی اتنی اطاعت کرتا تو اب تک جنت میں رہتا۔

(افسر جہاں داخل ہوتی ہے پہلے کی طرح بدن پر وہی بغیر آستین کا بلاوز، اور فیشن ایبل ساڑی، ہاتھ میں ایک بند سگار کا ڈبہ ہے)

افسر جہاں۔ ابا۔ آپ کے لئے ایک اچھا سا سگار کا ڈبہ خرید لائی ہوں۔

نواب۔ تمہاری ماں کو اس کی خوشبو سے نفرت ہے۔ اسے فوراً واپس کر دو۔

بیگم۔ افسر۔ باوجود میری تاکید کے تم نے پھر وہی کپڑے پہنے۔ ہزار دفعہ کہہ چکی، یہ شریفوں کا لباس نہیں۔

افسر۔ انسان اپنی پسند کا لباس پہنتا ہے۔ شرافت کو اس سے کیا تعلق۔

بیگم۔ لباس میں اپنی پسند کوئی چیز نہیں۔ مثل مشہور ہے من بھاتا کھائے جگ بھاتا پہنے۔

افسر۔ میں وہ اطلس کا پاجامہ تو نہیں پہننے کی۔ اور نہ مجھ سے کھڑا دوپٹہ اوڑھا جائے گا۔

بیگم۔ سیانی لڑکیوں کو کنگی چوٹی کا بھی خیال رکھنا چاہئے۔ کنگی تو ہر وقت بیگ میں رہتی ہے۔ مگر چوٹی ڈالنے کی تمہیں توفیق نہیں ہوئی۔

نواب۔ ان بالوں سے چوٹی کیونکر گوندھی جائے گی۔

بیگم۔ اصلی بال کافی نہیں تو چٹلا ڈال سکتی ہو۔ موباف کے اندر کوئی گھس کے نہیں دیکھے گا۔

افسر۔ دوسروں کے سر کے بال لگانے کے لئے میں نے اپنے سر کے بال نہیں کٹوائے

بیگم۔ شریف گھرانے کی بہو بیٹیاں پینٹ اور پاوڈر نہیں لگاتیں۔ بننے سنورنے کا شوق ہے تو گھر میں مسی کاجل کی کمی نہیں اور نہ باغ میں مہندی کا کال ہے

افسر۔ پہلے ابّا سے کہئے کہ موٹر مع کر رتھ خرید لیں۔ اس کے بعد میں آپ کی تمام فرمائشیں پوری کر دوں گی۔

بیگم۔ ابا کی موٹر پہ بغیر پردے لگائے نہیں بیٹھ سکو گی شادی کو پندرہ دن رہ گئے ہیں۔ مانجھے کا جوڑا پہن کر کمرہ میں بند رہنے کے بدلے بے آستین کا بلاوز گلے میں ڈال کر بازار میں مٹکتی پھرتی ہے شرم نہیں آتی۔

افسر۔ ابا۔ ذرا سنتے جائیے۔

بیگم۔ حیادار لڑکیاں کُھلے بندوں مردوں کے آگے نہیں آیا کرتیں۔

افسر۔ امی۔ میرا منہ نہ کھلوائیے۔ میں بہت دیر سے آپ کی طعن تشنیع سن رہی ہوں اب مجھ سے خاموش نہیں رہا جائے گا۔

بیگم۔ خاموش نہیں رہے گی تو کیا بزرگوں سے ہم کلامی کرے گی۔ بے حیائی کے ساتھ بدزبانی بھی سیکھتی جاتی ہے۔

افسر۔ مجھ سے یہ ظلم نہیں سہا جاتا۔ میں گھر چھوڑ کے چلی جاؤں گی۔

بیگم۔ (غصہ سے پلنگ پر سے اتر کے) اللہ کی شان۔ اب چیونٹی کے بھی پر نکل آئے۔ کس برتے پہ تتا پانی۔ گھر چھوڑ کے چلی جائے گی۔ کس کے ساتھ بھاگنے کا ارادہ ہے۔

افسر۔ ابا۔ ابا سنتے جائیے۔

نواب۔ بیگم۔ تمہیں ایسے نازیبا الفاظ منہ سے نہیں نکالنا چاہئیں۔ اولاد کی عزت اپنی عزت ہے۔

بیگم۔ آپ بیچ میں مت بولئے۔ آپ ہی کے لاڈ پیار نے آج یہ دن دکھایا کہ جوان لڑکی پرائے مرد کے ساتھ گھر سے بھاگنے کے لئے تیار ہے۔

نواب۔ ہوش کی دوا کرو۔ کون بھاگ رہی ہے۔ کس کے ساتھ بھاگ رہی ہے غصہ میں ایک لفظ اس کے منہ سے نکل گیا۔ تم نے امی کو پکڑ لیا۔

وہ اس رشتہ سے ناخوش ہے۔ نعیم کے ساتھ شادی نہیں کرنا چاہتی اسی لئے گھر سے چلے جانے کی دھمکیاں دے رہی ہے۔

افسر۔ میرے خوش ناخوش رہنے سے کیا ہوتا ہے۔ آپ خوش جگ خوش

بیگم۔ سن لیا۔ میں نہ کہتی تھی کہ غصہ میں سچ بات منہ سے نکل گئی۔

نواب۔ ذرا صبر سے کام لو، یہی بات نرمی سے بھی کہی جا سکتی ہے۔

بیگم۔ آپ کی نرمی سے یہ سب خرابیاں پیدا ہوئیں۔ آپ ذرا سختی کرتے تو آج خاندان کی ناک نہ کٹتی۔

نواب۔ بیگم تم تھک گئی ہو۔ ذرا آرام لے لو۔ میں افسر جہاں کو سمجھا لیتا ہوں تم فکر نہ کرو (بیگم کو اندر لے جاتے ہوئے) اس سے ہرگز کوئی بے جا حرکت سرزد نہ ہوگی۔ میں ذمہ داری لیتا ہوں (واپس آکے دیکھتا ہے کہ افسر جہاں رو رہی ہے) افسر تم رو رہی ہو۔ واہ بیٹی واہ دلیس کی بہادر لڑکی، دنیا کو مصیبت سے بچانے والی، ہمت کی دھنی، ارادہ کی پکی اور دل اتنا کمزور کہ بوڑھی ماں کی ایک ادنیٰ رنجش پر رو پڑیں ...... اٹھو آنسو پونچھو۔

افسر۔ (آنسو پونچھ کر) ابا۔ آپ میری مدد کیجئے۔

نواب۔ تمہارے واسطے میری جان حاضر ہے۔

افسر۔ مجھے پانچ ہزار روپے درکار ہیں۔

نواب۔ (صورت تکتا ہے) تم اتنا روپیہ لے کر کیا کرو گی۔ تمہارا سارا خرچ میں اٹھاتا ہوں، رہنا سہنا، کھانا پینا، کپڑا لتا، سواری، سیر تفریح تمہیں کس چیز کی کمی ہے۔

افسر۔ میں محتاجوں کی مدد کرنا چاہتی ہوں۔ اس کے لئے کم سے کم دس ہزار روپے جمع کرنے ہوں گے۔ آپ پانچ ہزار دیں تو بقیہ پانچ ہزار آسانی سے مل جائیں گے۔

نواب۔ تم شوق سے محتاجوں کی مدد کرو۔ یہ نیک کام ہے۔ اس میں ہر ایک کو ہاتھ بٹانا چاہئے۔

افسر۔ (خوش ہوکر) کیا آپ کا نام بھی چندہ کی فہرست میں لکھ دوں۔

نواب۔ اتنی جلدی نہیں۔ ذرا میری گفتگو ختم ہونے دو۔ میں کہہ رہا تھا کہ غریبوں کی امداد ہم سب کا فرض ہے۔ لیکن ہر شخص اپنی حیثیت کے مطابق دامے درمے قدمے مدد کرے یعنی جتنی چادر دیکھے اتنے پاؤں پھیلائے۔ یہاں یہ حال ہے کہ پہلے ہی سے پاؤں چادر کے باہر ہو چکے ہیں۔ زیادہ پھیلاؤں تو چادر بالکل غائب ہو جائے گی، پاؤں ہی پاؤں رہ جائیں گے۔

والدہ کی فرمائش اور میری طرف سے ان کی تکمیل۔ اس پر بھی ان کی تسلی نہ ہوئی اور بالآخر میں کنجوس ہی کہلایا۔

افسر۔ کیا آپ اور پانچ ہزار قرض نہیں نکال سکتے۔

نواب۔ کوشش کروں تو نکال سکتا ہوں، لیکن دنیا کیا کہے گی۔

افسر۔ دنیا کہے گی کہ پاس روپیہ نہیں تھا تو بھی انکار نہیں کیا۔ نیک کام کے لئے قرض وام کرکے سبیل کردی۔

نواب۔ دنیا کہے گی کہ لڑکی تو دیوانی تھی۔ اب باپ کی بھی عقل ماری گئی۔ لکچر دینے کی حد تک خیر کوئی برائی نہ تھی۔ لیکن روپیہ دینا کہاں کی عقلمندی ہے۔

افسر۔ ابا۔ میں اپنی عمر میں پہلی دفعہ آپ سے روپیہ مانگ رہی ہوں۔ وہ بھی اپنے لئے نہیں بلکہ ان لوگوں کے واسطے جن کے پاس نہ کھانے کو کھانا ہے۔ نہ پہننے کو کپڑا۔

نواب۔ ایک شرط پہ میں وعدہ کرتا ہوں۔

افسر۔ آپ کی ہر شرط قبول ہے۔

نواب۔ میرے ایک سوال کا جواب دو۔ سچ سچ کہنا۔ لگی لپٹی کوئی بات نہ رہے۔

افسر۔ فرمائیے۔

راضی نہیں۔ کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ نعیم کا چال چلن تمہیں پسند نہیں یا اس کی کسی خاص عادت سے نفرت ہے۔ یا یہ کہ تم...... کسی اور کو چاہتی ہو۔

افسر۔ (جھیپ کر) میں کچھ نہیں جانتی۔

نواب۔ گھبراؤ نہیں تمہاری امی یہاں کی باتیں نہیں سن سکتیں۔ اور میں تم کو بے شرمی کا الزام نہیں دوں گا۔

افسر۔ کوئی اور تذکرہ چھیڑئیے...... آپ روپیہ کے بارے میں کچھ کہہ رہے تھے۔

نواب۔ تم پہلے میرے سوال کا جواب دو۔ میں روپے کا بندوبست کر دوں گا۔

افسر (بات اڑاتے ہوئے) مجھے روپیہ نہیں چاہئے میں یوں ہی دل لگی کر رہی تھی۔ میرے لئے چندہ جمع کرنا کیا مشکل ہے۔ کوئی نہ بھی دے تو میں اپنا زیور بیچ کر روپیہ حاصل کر سکتی ہوں۔

نواب۔ (خوش ہو کر) میرا گمان صحیح تھا۔ تیرا لباس بدل گیا ہے۔ تیری صورت رنگ، روپ، زبان، عادتیں سب بدل گئی ہیں۔ مگر تیرا دل نہیں بدلا تجھ سے ایسا سوال کرنا ہی غلطی تھی۔

افسر۔ تو آپ روپیہ دینے کا وعدہ کرتے ہیں۔

[illegible]

سین چوتھا

زمیندار صاحب کے مکان کا برآمدہ

(اسٹیج کی ایک جانب سے زمیندار صاحب کا نوکر سلار اور دوسری طرف سے ان کے گاؤں کا چودھری داخل ہوتا ہے۔ سلار پاجامے پر کوٹ اور میلی ترکی ٹوپی پہنے ہوئے ہے۔ چودھری کے جسم پر گاڑھے کا پاجامہ میلی شیروانی اور سر پر شملہ ہے)

سلار۔ کیا ہے چودھری کدھر عید کا چاند نکلا آج۔

چودھری۔ زمیندار صاحب سے کچھ عرض کرنا تھا۔

سلار۔ سرکار آج کا ن ملتے۔ شام کو جلسہ ہے۔ صبح سے اس کی تیاری میں پھر رہیں

چودھری۔ کائیکا جلسہ ہے۔

سلار۔ کھانا، پینا، ناچ، رنگ، گانا، بجانا، لینا، دینا سب کچھ ہے۔

چودھری۔ ویسا تو آج زمیندار صاحب نین ملتے بولو۔

سلار۔ آج ملتے نہ کل ملتے نہ پرسوں ملتے

ڈھکل ڈھکل کو آگے بڑھاتیں۔ یاں آئے تو داد لگتی نہ فریاد۔

سلار۔ تھوڑی دیر ٹھیر کے دیکھو۔ قسمت کی یاری ساتھ دی تو سر کار بر آمد ہو جائیں گے۔

چودھری۔ دعوت کس کی ہے۔

سلار۔ ایک فلم اسٹار کی۔

چودھری۔ کون فلم اسٹار۔

سلار۔ وہ اکارت کمپنی میں کام کرتی ہین ...... اجی وہ اندر سبھا میں لال پری کا پارٹ کری تھی دیکھو۔ چمنی چمنی بولتے تھے۔

چودھری۔ ارے چمنی، سیٹھ صاحب کی معشوقہ، پھر صاف کیوں نہیں بولے۔

سلار۔ آہستہ بولو۔ کوئی تو بھی سن لے گا۔

چودھری۔ زمیندار صاحب بھی معلوم ہوتا ادھر جھک رہیں۔ ملنا جلنا کچھ بڑھ گیا۔

سلار۔ کچھ کیا دن رات اسی کے گھر میں پڑے رہتے۔ اس کی حالت یہ کہ نہ سیٹھ صاحب کی پرواکرتی نہ زمیندار صاحب کی۔ بس نعیم میاں پر فدا ہے۔

چودھری۔ غنیمت بڑے نواب صاحب کو چھوڑ دی۔

سلار۔ بڑے نواب صاحب جوان رہتے تو ان سے نکاح پڑھا لیتی۔

چودھری۔ اللہ نے بھی ویسا ہی ... کہ "موڑلس" فلم میں ایک گانا گائی تھی،

جب "رینی میں بنگلہ بنادے کشوری لال" بول کے تان کھینچتی تھی تو تھیٹر
میں لوگ بے خود ہو جاتے تھے۔

سلار۔ ناچ بھی ویسی اس کا، ایک وقت سر پہ ٹھلیا رکھ کے مور کا ناچ ناچی
تھی تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ بس جنگل میں منگل۔

چودھری چمنی کی دعوت ہے تو پھر زمیندار صاحب برآمد ہو چکے۔

سلار۔ ایک چمنی کی دعوت ہے۔ اجی چمنی ہے۔ نعیم میاں ہیں اور۔ خدا آپ کو
نیکی دے۔ فیتن صاب ہیں اور۔ خدا آپ کو نیکی دے۔ حکمت علی صاحب ہیں

چودھری۔ فیتن صاب کون۔

سلار۔ نعیم میاں کے دوست۔ حکمت علی صاب کے ساتھ شادی کی دعوت
میں شریک ہونے آئیں۔

سلار۔ تم کو کیسا معلوم۔

چودھری۔ حکمت علی صاب کو میں نہیں پہچانتا۔ اجی چار سال تک تو میں ان کو
مقدمے لا دیتا تھا۔ گاؤں والوں کے پیسے سے تو انوں دو گھر بنائے۔
اب ذرا آمدنی اچھی ہو رہی تو ادھر آنا چھوڑ دیئے۔

سلار۔ ارے خاموش خاموش۔ سرکار آ رہیں۔ (جلدی سے چلا جاتا ہے)

کھڑا ہو جاتا ہے)

زمیندار۔ کہو چودھری کیسے آنا ہوا۔

چودھری۔ سرکار کچھ عرض کرنا تھا۔

زمیندار۔ یہ وقت عرض معروض کا نہیں ہے۔ اس وقت میں کام میں مصروف ہوں

چودھری۔ جی بس دو منٹ کا معروضہ ہے...... وہ گاؤں والے۔

زمیندار۔ گاؤں والوں کا رونا ابھی تک باقی ہے۔ میں تو سمجھا تھا ان کی تمام شکایتیں دور ہو گئیں۔

چودھری۔ میں بھی بہت سمجھایا سرکار..... مگر الٹی کھوپڑی کے لوگ مانتے نہیں۔

زمیندار۔ تو چاہتے کیا ہیں۔ روپیہ میں دو پیسے لگان معاف کیا۔ چرائی کے لئے مہینے میں ایک دن کی اجازت دے دی۔ باولیاں نہیں تھیں، ایک باولی بھی اپنے خرچ سے کھدوا دی۔

چودھری۔ وہ باولی میں پانی نہیں نکلا۔

زمیندار۔ تو کیا میں زمین کے پیٹ میں گھس کے دیکھتا۔

چودھری۔ اب کے برسات برابر نہیں ہوئی۔ جنور چارہ نہیں سو بھوکے مر رہے ہیں

زمیندار۔ تو اس کے یہ معنی ہیں کہ وہ لگان نہیں دیں گے۔ زمین قول پر دیتے

برسات نہیں ہوئی۔

زمیندار۔ نامعقول عذر ہے "بارش نہیں بارش نہیں" سنتے سنتے کان بہرے ہو گئے۔ ارے شہر میں کب بارش ہوئی۔ وہی کال یہاں بھی ہے۔ باوجود اس کے ہم لوگ بھوکے نہیں مرتے۔ عقل سے کام لے کر کوئی نہ کوئی تدبیر نکال لیتے ہیں۔ پانی نہیں ملتا تو لیمنڈ پی کر پیاس بجھاتے ہیں۔ روٹی نہیں میسر آتی تو کیک اور پیسٹری کھا کے کسی طرح پیٹ کا دوزخ بھر لیتے ہیں۔ جانور مر جاتے ہیں تو گاڑی بیچ کر موٹر خرید لیتے ہیں۔ گاؤں والوں کی طرح ہاتھ پر ہاتھ دھر کے نہیں بیٹھتے۔ نالائق اپاہج کہیں کے۔

چودھری۔ سرکار ایک عرضی لایا تھا، حکم ہو تو پیش کروں۔

زمیندار۔ کس کی عرضی ہے۔

چودھری۔ گاؤں والے دئے (عرضی پیش کرتا ہے)

زمیندار۔ (عرضی لے کر پڑھتا ہے) "ہم بے زبان رعایا۔ منہ نہیں سو جنور محنت مزدوری کر کے پیٹ پالنے والے آپ کی خدمت میں عرض پرداز ہیں کہ ہم بیڑی در بیڑی سے کھیتی باڑی کر کے آپ کی دعا سے دو کوڑی کما لیتے، آپ ہمارے ماں باپ ہیں آپ فیصلہ کرو چھ مہینے سے جنوروں کو چارہ نہیں سوکھ کے لکڑا ہو گئے۔ نخالص استخوان کھیتوں میں بھی دھول اور مشت غبار

چودھری ۔ گھوڑو صاب لکھ دیا ۔ ایک اس کو لکھنا پڑنا آتا، دوسرے نو الف کا نام آلہ جانتے نہ بے کا نام بھالا ۔

زمیندار ۔ پچھلی دفعہ اسی نے عرضی لکھی تھی ۔ جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے ۔

چودھری ۔ جی ہو ۔ ہر وقت وہی لکھتا ۔

زمیندار ۔ اس کے ہاتھ میں پانچ روپے رکھو اور کہو کہ اس انعام کے بعد بھی اگر وہ اپنی شرارت سے باز نہ آئے گا اور گم نام عرضیاں لکھ لکھ کر مجھے اور رعایا دونوں کو پریشان کرے گا تو اسے گاؤں سے باہر نکال دیا جائے گا بس جاؤ یہی حکم ہے ہمارا ۔ (چودھری کو پانچ روپے کا نوٹ دیتا ہے)

(چودھری "بجا ۔ درست" کہتا ہوا اور فرشی سلام مارتا ہوا چلا جاتا ہے)

سین پانچواں

زمیندار صاحب کا مکان - دیوان خانہ

(ایک طرف قیمتی صوفے کا سٹ اور آرائشی سامان - دوسری جانب برج کی میز اور اس کے اطراف کرسیاں۔ سلار فرنیچر صاف کرنے کے بعد برج کی میز پر تاش کے پتے، پنسل اور کاغذ قرینے سے رکھ کر چلا جاتا ہے۔ اور زمیندار صاحب مس چمنی، نعیم، فیتمن اور حکمت علی داخل ہوتے ہیں۔ مس چمنی ادھیڑ عمر کی عورت ہے۔ چہرہ پر پینٹ پاؤڈر اور جسم پر نہایت قیمتی اور فیشن ایبل لباس فیتمن سوٹ پہنے ہوئے۔ حکمت علی صاحب شیروانی اور ترکی ٹوپی میں۔ زمیندار صاحب اور نعیم کے جسم پر اسی وضع کا لباس ہے جو پہلے سین میں تھا مگر شیروانیاں مختلف ہیں)

زمیندار (مہمانوں سے) آئیے تھوڑی دیر بیٹھ کر گپ شپ لگائیں گے۔ پھر کافی کے بعد برج کی ایک دو بازیاں اور آخر میں مس چمنی کا ناچ۔

چمنی - میں آج تو نہیں ناچوں گی۔ آپ سے کہہ چکی ہوں میری طبیعت ناساز

حکمت علی۔ کیوں نصیب دشمناں خیر تو ہے۔

نعیم۔ کچھ نہیں۔ سینما کا رہرسل کرتے کرتے اکثر نڈھال ہو جاتی ہیں۔ پریشانی کی کوئی وجہ نہیں۔

فتین۔ سینما کے رہرسل سے زیادہ تکلیف دہ شائد ہی کوئی مشق ہو۔

زمیندار۔ ہم نے مسٹر فتین کو خاص طور پر دعوت دی تھی کہ تمہارا ناچ دکھائیں۔ اور حکمت علی صاحب بھی خوش ہوتے۔

چمنی۔ مجھے افسوس ہے۔ میں خوشی سے آپ کی فرمائش پوری کرتی، لیکن مجبور ہوں۔

فتین۔ خیر جب فلم تیار ہو لے گا اس وقت ہم آپ کا ناچ پردۂ سیمین پہ دیکھ لیں گے۔ اس میں تو آپ کو کوئی اعتراض نہ ہو گا۔

نعیم۔ اس میں کس کو اعتراض ہو سکتا ہے۔ فلم کی نمائش "صلائے عام ہے یارانِ نکتہ داں کے لئے"۔

حکمت علی۔ "وامق عذرا" میں آپ نے عذرا کا پارٹ جس خوبی سے کیا تھا وہ ہم مرتے دم تک نہیں بھولیں گے۔ فلم میں رنگ تو نظر نہیں آیا مگر میرا گمان ہے کہ آپ آسمانی رنگ کی ساڑی پہنی ہوئی تھیں۔

نعیم۔ اور یاد ہے وہ موٹر میں ہینڈ بیگ بھولنے کا سین۔ میں نے صرف اس

حکمت علی۔ وامق عذرا کا کھیل اور موٹر!

فتین۔ مس چمنی۔ آپ کے ساتھ ولایت کا سوٹ پہنے ہوئے جو نوجوان وامق کا پارٹ کر رہا تھا اس کا کیا نام ہے۔

مس چمنی۔ ان کا اصلی نام بہجت حسین ہے۔ فلمی دنیا میں وہ ماسٹر بجو کے نام سے مشہور ہیں۔

فتین۔ کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ آپ کا اصلی نام کیا ہے۔

چمنی۔ میرا اصلی نام چمن آرا بیگم تھا۔ ڈائرکٹر صاحب نے اشتہار کی خاطر مجھے چمنی بنا دیا۔

زمیندار۔ اس پکچر کی تیاری میں میرا ۲ دو لاکھ روپیہ صرف ہوا۔ اور تمام تصویریں اسی مکان میں لی گئیں۔

حکمت علی۔ جب ہی میں سوچ رہا تھا کہ اس دیوان خانے کو کہیں دیکھا ہے۔ خوب یاد دلایا آپ نے۔ یہ صوفہ سٹ اور برج کی میز شادی کی پارٹی میں دکھائی گئی تھی۔

زمیندار۔ آپ کو ان کا گانا بھی پسند آیا؟ پبلک میں تو اس کے کئی مہینوں تک چرچے رہے۔ گلی گلی بچہ بچہ کی زبان سے ان کی گائی ہوئی غزلیں سنائی دیتی تھیں۔

سین سینری، لباس، ایکٹنگ غرض کوئی چیز ایسی نہ تھی جس پر دل سے آہ اور زبان سے واہ نہ نکلی ہو۔ میں آپ کو اور آپ کی کمپنی کو اور بطورِ خاص مس چمنی کو مبارک باد دیتا ہوں، سچ تو یہ ہے کہ آپ نہ صرف زبان اور فن بلکہ دیس کی سیوا کر رہے ہیں۔

مس چمنی۔ آپ کی تعریف کا شکریہ۔ میرے پاس اس وقت اپنی تصویر موجود نہیں ورنہ دستخط کر کے آپ کو تحفہ دیتی۔

فتین۔ بعد میں بھجوا دیجئے۔ اور ایک کاپی ہمارے لئے۔ ہم بھی آپ کے قدر دانوں میں ہیں۔

(نوکر کافی کے بدلے چائے لاتا ہے)

زمیندار۔ چلئے پہلے کافی پی لیں۔ ڈنر کے بعد کافی کے بغیر کھانے کا مزہ نہیں آتا

نعیم۔ اس گھر کی کافی تو نشہ لانے کے لئے کافی ہے، میں نے ایسی مزیدار کافی کسی اور جگہ نہیں پی۔

حکمت علی۔ ڈنر کیا کچھ کم لذیذ تھا وہ ذائقہ دار کھانے اور مزیدار میٹھے کہ زبان اب تک چٹخارے لے رہی ہے۔ سوپ، مچھلی۔ مٹن چاپ، مرغ، کٹلٹ، پلاؤ، سیلڈ اور پڈنگ کے ساتھ مغلئی لوازمات، شیرمال، کباب، انڈوں کا حلوہ، بادام کے لوز اور جانے کتنی چیزیں [illegible]

حکمت علی - میں نفس کو موٹا کر کے مارنا چاہتا ہوں جس طرح قربانی کے بکرے کو کھلا پلا کر حلال کرتے ہیں۔

(مس چمنی مہمانوں کے لئے چائے بناتی ہے)

مس چمنی - حضرات معاف کیجئے۔ کافی کے بجائے آپ کو چائے ملے گی۔

فتین - کوئی ہرج نہیں۔ چائے اور کافی ایک دوسرے کا بدل ہے۔

زمیندار - ان نوکروں سے ناک میں دم ہے۔ میں کافی کا آرڈر دیتا ہوں تو یہ چائے تیار کرتے ہیں۔ چائے منگواتا ہوں تو کافی لا دیتے ہیں۔

حکمت علی - ہمارے ہوٹل کے نوکروں کی بھی یہی عادت ہے۔ آخر تنگ آ کر میں نے ایک کارگر تدبیر اختیار کی، یعنی جب مجھے چائے کی خواہش ہوتی تو کافی منگواتا اور جب کافی پینے کو جی چاہتا تو چائے کا آرڈر دیتا اس طرح اپنی مرضی کی چیز مل جاتی۔

فتین - آپ اگر کچھ دن پریم ہوٹل میں قیام کرتے تو معلوم ہوتا کہ نوکروں کی لاپروائی کہاں تک انسان کو پریشان کر سکتی ہے۔

نعیم - پریم ہوٹل میں خدا دشمن کو نہ ٹھیرائے۔ ایک دفعہ وہاں کا لنچ کھانے کا اتفاق ہوا تھا، پڈنگ کا مزہ اب تک نہیں بھولا۔ یہ معلوم ہوتا تھا شربتِ عُناب میں معجون بنفشہ ملا دیا ہے۔ اور سوپ تو ذائقہ

(مہمان چائے پینے میں مصروف ہو جاتے ہیں)

زمیندار۔ تمہارے بیاہ کی خوشی میں ہم ایک ٹھاٹ کی دعوت دیں گے۔ انگریزی مغلئی ہر دو قسم کے کھانے اور گانے بجانے کا پورا سامان۔

حکمت علی۔ کیا آج کی دعوت سے بھی زیادہ ٹھاٹ کی دعوت ہو سکتی ہے ہم تو سمجھے تھے کہ آپ نے لوازمات کی ساری فہرست ختم کر دی۔

زمیندار۔ آج تو تیاری کا موقع نہیں ملا۔ جو کچھ دال روٹی حاضر تھی۔ آپ کے سامنے رکھ دی۔

فتین۔ سبحان اللہ۔ یہ دال روٹی ہے تو پلاؤ قلیہ کیسا ہوتا ہو گا۔

نعیم۔ کھانے کا میں اتنا شوقین نہیں جتنا کہ گانے کا ہوں۔ اس کا خیال رکھئے۔

زمیندار۔ تمہارے لئے شہر کے سارے طائفے اور دیہات کی تمام گانے والیاں بلائی جائیں گی تاکہ اس دن کسی کے پاس ناچ گانے کی کوئی محفل نہ جم سکے۔ مگر وہی شرط ہے۔

نعیم۔ ہاں ہاں وعدہ تو کر لیا ہے۔ قول مرداں۔

حکمت علی۔ کیا کسی خاص شرط پر یہ اہتمام کیا جائے گا؟ اگر راز نہ ہو تو ہم بھی سنیں۔

زمیندار۔ وہ کوئی راز کی بات نہیں۔ نعیم نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ شادی

[illegible] کوئی مضمون

دخل دینے کی اسے اجازت ملے گی۔

فتین۔ یہ کیوں۔

زمیندار۔ اس لئے کہ عورتوں کو ان تحریکات میں حصہ نہ لینا چاہئیے۔ ان کے فرائض گھر کی چار دیواری کے اندر ہیں (مس چمنی کی طرف دیکھ کر) سینما کی اور بات ہے۔ اداکاری اور ناچ گانے میں صدیوں سے عورتیں حصہ لیتی چلی آئی ہیں۔ یہ فنون لطیفہ ہیں اور صنف لطیف کو ان سے خاص لگاؤ ہے۔

حکمت علی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ عورتیں یا تو گھر کی چار دیواری میں بیٹھ کر چکی پیسیں یا اگر باہر نکلنا ہی پڑے تو پھر سوائے ناچ گانے. اور اداکاری کے کوئی کام ان کے لئے زیبا نہیں۔

زمیندار۔ زیادہ سے زیادہ وہ استانیاں بن کر لڑکیوں کو پڑھا سکتی ہیں، اور چاہیں تو زنانہ اسپتال میں بیماروں کی دیکھ بھال کے لئے نرس کا پیشہ اختیار کر لیں لیکن مضمون نگاری اور پبلک جلسے ان کے لئے موزوں نہیں۔ اور پھر ہمارے شہر میں تو مرد خود کب کسی جلسے میں حصہ لیتے ہیں۔

فتین۔ یا اگر حصہ لیتے بھی ہیں تو وہ جلسے ناچ رنگ کے ہوتے ہیں۔ ترقی و تعلیم کے نہیں۔

حکمت علی - آپ نے دریا کو کوزہ میں بند کر دیا - ایک جملہ میں سوسائٹی کی تصویر کھینچ دی -

زمیندار - بہرحال میرے گاؤں کی حد تک مجھے اختیار ہے - اور میں نعیم سے وعدہ لے چکا ہوں کہ وہ افسر جہاں کو ان جھگڑوں سے علٰحدہ رکھے گا۔

نعیم - شادی کے بعد افسر جہاں نہ تو گھر سے باہر قدم رکھ سکے گی اور نہ کسی اخبار یا رسالہ میں اس کا کوئی مضمون چھپ سکے گا۔ میں اس کا انتظام کر دوں گا -

فتین - کیوں نعیم تم تو عورتوں کے بارے میں اس قسم کے خیالات نہیں رکھتے تھے -

نعیم - عورتوں کے بارے میں میرے اب بھی وہی خیالات ہیں جو پہلے تھے - لیکن اپنی بیوی کی حد تک نہیں - اور پھر اگر میں اس کو باہر پھرنے کی اجازت دیدوں تو خود میری زندگی کی دلچسپیوں کا کیا حشر ہو گا - کیا آپ سمجھتے ہیں اس وقت مس جمنی کے ساتھ یوں بے فکر بیٹھ کر میں باتیں کر سکتا - اگر میری بیوی سائے کی طرح ساتھ لگی رہتی -

حکمت علی - یہ بالکل صحیح ہے - عورتوں کی آزادی مردوں کی آزادی میں خلل ڈالیگی

کہ واقعی گاؤں والے مفلس ہیں۔ میں جانتا ہوں یہ افلاس اور ناداری سب ڈھکوسلے ہیں۔ پریم نگر کے کسان زمینداروں سے زیادہ مالدار ہیں

فتین۔ آپ نئی بات سنا رہے ہیں۔

زمیندار۔ نئی بات نہیں بالکل پرانی بات ہے۔ یہ لوگ لنگوٹی لگا کے رہتے ہیں۔ اس لئے آپ سمجھتے ہیں کہ ان کے پاس پیسہ نہیں۔

حکمت علی۔ آپ کا خیال یہ ہے کہ وہ روپیہ زمین میں گاڑ کے رکھتے ہیں تاکہ آپ ان سے لگان نہ لے سکیں۔

زمیندار۔ بے شک میرا یہی خیال ہے۔

فتین۔ تو آپ ایک دن ان لوگوں کے غلیظ جھونپڑے کیوں نہیں کھدوا دیتے ممکن ہے ان کے دفن کئے ہوئے خزانے آپ کے ہاتھ لگیں۔

چمنی۔ کیا اس بحثا بحثی میں ساری رات گذر جائے گی۔ مجھے تو برج کی دعوت دی گئی تھی۔

نعیم۔ چلو اٹھو۔ ان بیکار مسائل سے کوئی فائدہ نہیں۔ اچھے اچھے کھانے کھاؤ۔ عمدہ کافی پیو۔ میں پینے کی دوسری چیزوں کا نام نہیں لیتا۔ برج کھیلو اور گپیں اڑاؤ۔

زمیندار۔ آئیے فتین صاحب اور حکمت علی صاحب۔ چلئے برج کے پتے آپ کے منتظر ہیں۔

فتین۔ آپ چاروں برج کھیلیں۔ میں ذرا آرام کر لیتا ہوں۔

نعیم۔ باری باری سے ہر ایک نکلے گا۔ پہلا ربر تو کھیل لو اس کے بعد پھر دیکھیں گے

فتین۔ مجھے معاف کرو۔ حکمت علی صاحب میری طرف سے کھیل لیں گے۔

حکمت علی۔ میں تو کنٹراکٹ برج سے ناواقف ہوں۔ ایک زمانہ میں آکشن برج کھیلا کرتا تھا۔ اب تو اس کا رواج نہیں رہا۔

زمیندار۔ آپ کی خاطر آج آکشن برج کھیلیں گے۔ چلئے مس جمنی۔ آؤ نعیم

(نعیم اور جمنی ایک دوسرے کے روبرو اور حکمت علی اور زمیندار ایک دوسرے کے مقابل کی کرسیوں پہ بیٹھ جاتے ہیں)

زمیندار۔ (نعیم سے) پارٹنر کے لئے پتہ کاٹو۔

نعیم۔ کٹ کی ضرورت نہیں۔ جس طرح بیٹھے ہیں اسی طرح کھیلیں گے۔ مس جمنی اور میں۔ آپ اور حکمت علی صاحب۔

حکمت علی۔ (زمیندار سے) دیکھئے میں اس کھیل میں کچا ہوں۔ اگر آپ کو ہرا دوں تو خفا نہ ہونا۔

زمیندار۔ ہار جیت کی فکر مت کیجئے۔ میں کھیل سنبھال لوں گا (نعیم سے) ہیں باٹوں یا تم ڈیل کرو گے۔

چمنی۔ پتہ بڑھ کے آئے تو دوبارہ باٹنا ہوگا۔

حکمت علی۔ اس قاعدہ پر عمل کروں تو عمر بھر باٹتا ہی رہوں گا۔

زمیندار۔ (پتے ہاتھ میں لیتے ہوئے) دیکھئے بولی سوچ سمجھ کر بولئے۔ کوئی جلدی نہیں ہے۔

نعیم۔ لیکن اتنی دیر بھی مت کیجئے کہ پہلی بولی میں نیمیچ ہو جائے۔

(سب پتے اپنے اپنے ہاتھ میں لیتے ہیں، حکمت علی صاحب دیر تک سوچتے رہتے ہیں)

چمنی۔ کہئے آپ کی کال ہے۔

حکمت علی۔ ابھی کہا.... (سوچتے ہوئے) عجیب مشکل ہے۔

نعیم۔ پتے نہیں ہیں تو پاس کر دیجئے۔

حکمت علی۔ پتے کیوں نہیں۔ پورے تیرہ پتے موجود ہیں۔

نعیم۔ تو پھر بولئے نا۔ آخر کتنی دیر سوچتے رہیں گے۔ دوسروں کا بھی خیال کیجئے

حکمت علی۔ ذرا صبر کیجئے۔ بولی بولنے سے پہلے ذرا اونچ نیچ سوچ لوں۔ بے سوچے سمجھے خواہ مخواہ غلط کال کر کے پارٹنر کو ہرانے سے کیا فائدہ۔

زمیندار۔ آپ میری فکر نہ کیجئے۔ جو مناسب کال ہو کر دیجئے۔ آپ کو دوسرا موقع بھی ملے گا۔

حکمت علی۔ (سوچتے ہوئے) عجیب مشکل ہے۔ کہوں تو ایک مشکل نہ کہوں تو ایک مشکل۔

نعیم - (پتے میز پہ رکھ کر آنکھ بند کر لیتا ہے) آپ کی کال کے بعد مجھے جگا دینا۔

حکمت علی - (زور سے) چار نو ٹرم -

زمیندار - آپ ایک نو ٹرم سے شروع کرتے - ایک دم چار کہہ دیا -

حکمت علی - کھیل ہی ایسا آیا ہے - میں مجبور تھا -

نعیم - (جاگ کر) جب چار نو ٹرم کا کھیل تھا تو اتنی دیر تک سوچنے کی کیا ضرورت تھی

چمنی - چار نو ٹرم - ڈبل -

زمیندار - اب میری تو زبان بند ہو گئی - کوئی اور کال نہیں دے سکتا - پاس

نعیم - پاس - کھیلئے -

حکمت علی - پہلے کون کھیلے گا -

زمیندار - مس چمنی پہل کریں گی (حکمت علی سے) ذرا دیکھوں تو آپ کے پتے

(زمیندار حکمت علی کے پتے دیکھ کر بہت ہی پریشان ہو جاتا ہے)

زمیندار - میں آپ کی جگہ ہوتا تو نلو کی کال دیتا -

حکمت علی - یہی تو میرا ارادہ تھا - نو ٹرم کہہ کے پہلے آپ کو آزما لوں - پھر آپ کے ہاتھ کا اندازہ ہو جائے تو نلو پر اتر آؤں - لیکن آپ خاموش رہ گئے اور میں سمجھا کہ یہ کال آپ کے لئے مفید ہے -

لیٹا رہتا ہے جہاں تھوڑی دیر کے بعد اس کی آنکھ بند ہو جاتی ہے۔ یہ کہنا مشکل ہے کہ آیا وہ سو رہا ہے یا جاگ رہا ہے۔ رفتہ رفتہ کمرے کی روشنی مدھم پڑنے لگتی ہے یہاں تک کہ ہر طرف اندھیرا چھا جاتا ہے۔ کچھ عرصے تک اسٹیج پر تاریکی رہتی ہے۔ اس کے بعد آہستہ آہستہ روشنی پھیلتی ہے۔

سین چھٹا

(وہی منظر جو پہلے ایکٹ کے پانچویں سین میں دکھایا گیا۔ فتین اسی طرح صوفے پر لیٹا ہوا ہے۔ حکمت علی، نعیم، زمیندار صاحب اور مس چمنی برج کی بازی ختم کرکے اپنی اپنی کرسیوں سے اٹھ رہے ہیں۔ نوکر کافی لئے ہوئے داخل ہوتا ہے)

حکمت علی ۔(فتین سے) دو گھنٹے تک آپ صوفے پر لیٹے رہے کیا کوئی نیا نکتہ سوچ رہے تھے یا نیند آ گئی تھی۔

فتین ۔ (چونک کر) کون...... آہا حکمت علی...... (آنکھیں ملتا ہے)

نعیم ۔ آپ پوری طرح جاگے نہیں۔ تھوڑی سی کافی پی لیجئے۔ نیند رفو چکر ہو جائیگی

فتین ۔ نہیں میں سویا نہیں تھا۔

حکمت علی ۔ خوب۔ ابھی آپ ایسے بے خبر تھے کہ اپنے دوست تک کو نہ پہچان سکے اور اب فرماتے ہیں کہ میں سویا نہیں تھا۔

زمیندار ۔ آئیے کافی تیار ہے۔

مس چمپنی - آپ کو یاد نہیں - نوکر نے کافی کے بدلے چائے لا دی تھی -

فتین - ٹھیک ہے - معاف کیجئے - مجھے یاد نہیں رہا واقعی ہم نے چائے پی تھی

زمیندار - آئیے مس چمپنی - اس محفل میں آپ ہی ایک خاتون ہیں - کافی کا دور آپ کے ہاتھ سے چلے گا -

(مس چمپنی کافی بنا بنا کر پہلے مہمانوں کو اور پھر زمیندار کو دیتی ہیں اور آخر میں اپنے لئے ایک پیالی بناتی ہیں)

حکمت علی - فتین کا کہنا ہے کہ وہ جاگ رہے تھے - ہم سب کو یقین ہے کہ وہ بے خبر سو رہے تھے - یہ فیصلہ کرنا مشکل ہے کہ کون سچا ہے اور کون جھوٹا

نعیم - یہ فیصلہ تو کسی انسان کے کسی قول کے بارے میں نہیں کیا جا سکتا -

زمیندار - میرا گمان ہے کہ فتین صاحب کسی کے تصور میں محو تھے - اس لئے انہیں کسی دوسری چیز کی سدھ نہ تھی -

مس چمپنی - (چھیڑنے کے لئے) کیا واقعی یہ جو کہتے ہیں درست ہے -

فتین - واقعہ یہ ہے کہ نہ میں سویا تھا اور نہ جاگ رہا تھا - بلکہ آنکھ بند کر کے دنیا کا تماشا دیکھ رہا تھا -

مس چمپنی - (کافی پیتے ہوئے) آنکھ بند کرنے کے بعد انسان کو کیا خاک دکھائی دے گا -

بعض آوازیں کانوں پر ہاتھ رکھ کے سن سکتے ہیں اور بعض باتیں زبان بند کئے بغیر نہیں کہی جاسکتیں۔

زمیندار۔(کافی کی پیالی میز پر رکھ کر) اس کا مطلب یہ ہے کہ زندگی گونگے کا خواب ہے۔

فتین۔ کبھی گونگے کا خواب ہے اور کبھی بہروں کی محفل کا افسانہ۔

زمیندار۔ افسانوں سے زیادہ مجھے ایسے واقعات سننے کا شوق ہے جو ابھی پیش نہیں آئے۔

حکمت علی۔ ایسے واقعات وہی بیان کرسکتا ہے جو پیشین گوئی کے فن کا ماہر ہے۔

نعیم۔ پیشین گوئی فن ہے یا پیشہ۔

فتین۔ ایماندار کے لئے فن ہے اور بے ایمان کے لئے پیشہ۔

نعیم۔ میرے خیال میں نہ یہ فن ہے نہ پیشہ بلکہ ایک مستقل علم ہے۔ اور تمام علوم کی طرح اس میں بھی جھوٹے قیاسات سے کام لینا پڑتا ہے۔

حکمت علی۔ پیشین گوئی خود سچائی پر مبنی ہے پیشین گوئی کرنے والا البتہ جھوٹا ہے۔

مس جمنی۔ اس بحث سے کیا فائدہ۔ مسٹر فتین صاحب سے آئندہ زمانہ

فتین ۔پیشین گوئی کا تعلق عقیدہ سے ہے ۔اگر کسی پر لوگوں کو اعتقاد نہ ہو
تو اس کا پیشین گوئی کرنا فضول ہے ۔اس لئے میں خاموش رہوں گا

مس چمنی ۔نہیں نہیں ۔فرمائیے ۔میں پیش آنے والے واقعات سننے کی
مشتاق ہوں ۔

فتین ۔پیش آنے والے واقعات دیکھنے سے تعلق رکھتے ہیں ۔سننے سے نہیں ۔

حکمت علی ۔سنا بھی دیجئے ۔کسی خاتون کی بات ٹالنا خواہ وہ کتنی ہی بے جا ہو،
خلاف تہذیب ہے ۔

مس چمنی ۔اگر آپ میری فرمائش پوری نہ کریں گے تو میرا دل دکھے گا ۔

نعیم ۔اب تو آپ انکار نہیں کر سکتے ۔ایک شاعر مزاج نوجوان کے لئے ۔کسی
حسین کا دل دکھانا کفر کے برابر ہے ۔

فتین ۔ نہ میں نجوم جانتا ہوں کہ زائچہ دیکھ کر آپ کو بتا دوں ۔ نہ مجھے قیافہ
شناسی میں دخل ہے اور نہ میں نے پامسٹری سیکھی ہے ۔واقعہ یہ ہے
کہ میں اس قسم کی باتیں محض مذاق کی خاطر کہا کرتا ہوں ۔بھلا کہیں
ایسے واقعات کی کسی کو خبر ہو سکتی ہے جو اب تک پیش نہیں آئے ۔

حکمت علی ۔ اور آپ کا یہ عقیدہ کہ آنے والے وقت کی سیر ممکن ہے کیا یہ
بھی مذاق ہے ۔

حکمت علی - آنے والے زمانے کی سیر - ایسے لوگوں سے ملاقات جو ابھی پیدا نہیں ہوئے - اس شہر کی بود و باش جس کی بنا نہیں پڑی -

نعیم - یہ ان کا پرانا شوق ہے - جو کبھی پورا ہوا ہے اور نہ پورا ہو سکتا ہے۔ اگرچہ یہ عمر بھر اس سیر کے خواب دیکھا کریں -

فتین - ہر قابل دید سیر خواب ہی میں نظر آتی ہے اور جو خواب میں نظر نہ آئے وہ دیکھنے کے قابل ہے نہ یاد رکھنے کے لائق - غور سے دیکھئے تو انسان کی تمام زندگی ایک خواب ہے - یہ اور بات ہے کہ کوئی سونے میں خواب دیکھتا ہے اور کوئی جاگتے میں - کسی کو گزرے ہوئے زمانہ کے خواب دکھائی دیتے ہیں اور کسی کو آنے والے دور کے - جہاں تک حال کا تعلق ہے کسی حال میں بھی ہم اس کا تصور نہیں باندھ سکتے۔ وہ آفتاب کی کرن کی طرح ہماری آنکھوں کو روشن کرتا ہے لیکن دل میں گھر نہیں کر سکتا -

زمیندار - آپ کس زمانہ کا خواب دیکھنے کے عادی ہیں -

فتین - میں آنے والے دور کا خواب دیکھتا ہوں - گزرا ہوا زمانہ دفن ہو چکا اور اب کوئی طاقت اس مردے کی گڑی ہوئی ہڈیاں نہیں اکھیڑ سکتی برخلاف اس کے آنے والا دور ابھی کائنات کے بطن

حکمت علی ۔ یہ سچ ہے لیکن اس دور کو ہم وقت سے پہلے کیونکر وجود میں لا سکتے ہیں۔

فتین ۔ وقت زندگی کے راستے میں فاصلہ کا نشان ہے ۔ منزل پر پہنچنے کے لئے راستہ کی ضرورت ہے ۔ راستے کے پتھر کوئی اہمیت نہیں رکھتے ۔

نعیم ۔ پھر بھی جب تک وہ راستہ طے نہ ہو ہم ان نشانوں کو کس طرح پیچھے چھوڑ سکتے ہیں اور جس وقت تک ان نشانوں سے آگے نہ نکل جائیں وہ راستہ کیونکر طے ہو سکتا ہے ۔

فتین ۔ راستہ طے کرنے کی ضرورت نہیں۔ پاس کے ٹیلے سے راستہ کی حد معلوم ہو سکتی ہے ۔ اور راستہ چلنے والوں کی وضع قطع ۔ لباس اور چال ڈھال کا بھی بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے اور جو کوئی دیکھنے میں ایسا محو ہو جائے کہ اپنے پرائے کا ہوش نہ رہے تو پھر تماشا دیکھنے والے اور راستہ چلنے والے میں کوئی فرق باقی نہیں رہتا اور وہ بھی اپنی جگہ کھڑے کھڑے اس سفر میں ان کے ساتھ ہو لیتا ہے ۔

حکمت علی ۔ لیکن بغیر حال کی لذتوں کو چکھے محض آئندہ کا خواب دیکھ کر کوئی کس طرح جی سکتا ہے

خوش رہ سکتا ہے۔

نعیم۔ خوش رہ سکتا ہے لیکن زندگی کا لطف نہیں اٹھا سکتا۔

فتین۔ زندگی کا لطف اٹھانے کے لئے موت کا خیال کافی ہے۔ اگر انسان ہمیشہ اس امکان کو پیش نظر رکھے کہ ایک دن اسے یہاں سے جانا ہے اور جانے کے بعد پھر واپس آنے کا کوئی راستہ نہیں تو اس سفر کے کانٹے بھی پھول بن جاتے ہیں۔ خزاں میں بہار سے زیادہ سیر اور ویرانی میں آبادی سے سوا چہل پہل دکھائی دیتی ہے۔

مس چمنی۔ میں نے جب عذرا کا پارٹ کیا تھا تو بستر مرگ پر میری خوشی کا یہ عالم تھا کہ میں بے اختیار ساون کا گیت گانے لگی۔

حکمت علی۔ مس چمنی ہر مسئلہ کو فلم کے نقطہ نظر سے دیکھنے کی عادی ہیں۔

فتین۔ (زمیندار سے) تھوڑی دیر کے لئے فرض کر لیجئے کہ آج سے بیس برس بعد۔ پچیس برس بعد ۔۔۔۔۔ آپ اور ہم یہاں نہ ہوں گے۔ ہماری جگہ وہ لوگ لے لیں گے جنھوں نے ابھی تک اس زمین پر قدم نہیں رکھا ہے۔

نعیم۔ یہی ایک پیشین گوئی ایسی ہے جس کے سچ ہونے میں کوئی شبہہ نہیں

پہبتیاں کستے ہیں آنے والی نسلیں ہمارے عقیدوں کی ہنسی اڑائیں گی۔

حکمت علی۔ یہ صحیح ہے لیکن اس سے یہ کہاں ثابت ہوتا ہے کہ بغیر موت کا تصور کئے زندگی کا لطف نہیں اٹھا سکتے۔

فتین۔ جس طرح اپنے دوست سے بچھڑتے ہوئے اس کی محبت کا جذبہ اس قدر بے اختیار کر دیتا ہے کہ ہم اسے گلے لگاتے ہیں اور یہ نہیں سوچتے کہ کبھی ہم کو اس سے دنیا بھر کے گلے شکوے تھے۔ اس کی برائیوں پر ہماری نظر پڑتی تھی اور اس کی خوبیوں کو ہم معمولی صفتیں خیال کرتے تھے۔ بالکل اسی طرح دنیا کو چھوڑنے کا خیال ہماری نظروں میں اسے اور بھی عزیز بنا دیتا ہے۔ اور ہم اس کی ساری تکالیف کو دل سے بھلا کر محض سانس لینے کی راحت کو زندگی کی سب سے بڑی لذت تصور کرنے لگتے ہیں۔

زمیندار۔ بے شک۔

نعیم۔ فتین آج تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ شعر تم ہمیشہ کہا کرتے تھے۔ مگر نثر میں ایسی شاعری کبھی نہیں کی تھی۔

حکمت علی۔ بہت ممکن ہے کہ انھوں نے آج رات واقعی دنیا کو ایسے مقام سے دیکھا ہے جہاں کسی انسان کا گزر نہیں ہو سکتا۔

زمیندار۔ کیا آپ ہمیشہ بیداری کے خواب دیکھنے کے عادی ہیں۔

مس چمپنی - فتین صاحب آپ میرے لئے کوئی قصہ لکھ دیجئے اور مجھے ہیروین کا پارٹ دے کر ایسے ایسے جملے کہلوائیے جو ابھی آپ کی زبان سے نکلے

فتین - اس قسم کے جملے زبان سے نہیں نکلتے، دل سے نکلتے ہیں - اور اسی لئے وہ کسی کے کان تک نہیں پہنچتے -

حکمت علی - ان جملوں سے اتنا تو فائدہ ہوا کہ آج برج میں جو ہار رہی اس کا غم دل سے دور ہو گیا - جب ہم ہی نہ ہوں گے تو پھر ہار کیسی اور جیت کیا معنی -

فتین - آپ فکر مند نہ ہوں - میں یقین دلاتا ہوں جس زمانے کا میں نے نقشہ کھینچا ہے اس وقت آپ اسی طرح نوجوانوں کی تفریح کا سامان مہیا کریں گے -

حکمت علی - خدا کرے تمہاری یہ پیشین گوئی سچی ثابت ہو -

مس چمپنی - میرے بارے میں آپ نے کچھ نہیں کہا - کیا میری قسمت میں ہالی ووڈ جانا لکھا ہے -

فتین - آپ جہاں رہیں گی وہ مقام ہالی ووڈ کہلائے گا -

نعیم - بے شک - جس پہاڑ سے پریاں اتریں گی وہی کوہ قاف ہے -

حکمت علی - (گھڑی دیکھ کر) افوہ ایک بجا چاہتا ہے - آدھی رات سے

زمیندار - تھوڑی دیر ٹھہر جائیے - دلچسپ باتیں ہو رہی ہیں - ہر وقت تھوڑی یہ محفلیں نصیب ہوتی ہیں - کیوں فتین صاحب -

فتین - میں آپ کے ساتھ رت جگا منانے کے لئے تیار ہوں -

حکمت علی - آپ کیوں نہ راضی ہو جائیں گے - کل رات آرام کر چکے ہیں - آج دو گھنٹے سستا لیا - پھر اس پر کافی کی تین پیالیاں چڑھا گئے - میری طرح رات بھر جاگتے تو نیند کی قدر معلوم ہوتی -

نعیم - نیند سے میرا بھی حال بُرا ہے -

فتین - تو پھر محفل برخاست کرنا ہی بہتر ہے - زمیندار صاحب یقیناً معاف فرمائیں گے - (اٹھتے ہوئے) مسٹر چمپنی آپ سے مل کر بے حد خوشی ہوئی

حکمت علی - زمیندار صاحب کا کس منہ سے شکریہ ادا کریں - کھانے ایسے لذیذ کافی ایسی مزیدار - اور برج کی بازی کو عمر بھر یاد رہے گی -

(پردہ)

وقفہ

دوسرا ایکٹ

(آئندہ زمانہ)

کردار

دُوسرا ایکٹ۔

حکمت علی۔ عمر ۵۷ سال

متین۔ پروفیسر فتین مرحوم کا لڑکا۔ عمر ۲۳ سال

نواب نعیم۔ عمر ۵۵ سال

عشرت جہاں۔ نواب نعیم کی لڑکی عمر ۲۲ سال

چھوٹے زمیندار۔ مرحوم زمیندار کے فرزند

نیابت حسین۔ مینجر

نوکر چاکر وغیرہ

سین پہلا

(کمرہ قیمتی فرنیچر سے آراستہ ہے حکمت علی جن کی عمر اس وقت (۵۷)
سال کی ہے ٹیلیفون کا آلہ کان کو لگائے ہوئے کسی سے گفتگو کر رہے ہیں۔
قریب کی کرسی پر حکمت علی کے مرحوم دوست پروفیسر فتین کا اکلوتا لڑکا متین احمد
بیٹھا ہے۔ متین کی عمر تقریباً (۲۳) سال کی ہوگی۔ جسم پر فیشن ایبل اسپورٹنگ
قمیص اور پتلون اور ہاتھ میں انگریزی ناول ہے۔ حکمت علی کے جسم پر شیروانی
پاجامہ اور سر پہ ترکی ٹوپی ہے)

حکمت علی۔ (ٹیلیفون کا آلہ کان کو لگاتے ہوئے) جی ہاں پریم ہوٹل ......
میرا نام حکمت علی ...... آداب عرض ہے ...... پہچانا آپ نے یا
بھول گئے۔ جی۔ جی ہاں۔ پروفیسر فتین کے دوست اور آپ کے پرانے
خادم حکمت علی صاحب وکیل درجہ اول ...... میرا خط ملا آپ کو۔
شکر ہے میں سمجھا تھا کہ ڈاک خانے والے ایک معمولی خط کو اتنی اہمیت
نہیں دیں گے اور وہ لاوارثی صیغہ میں پڑا رہے گا ...... جی ہاں
اب تو زمانہ بدل گیا ہے اب وہ پچھلی حالت نہیں رہی کبھی کبھی دل میں

بہت المناک واقعہ تھا۔ قسمت کا لکھا کوئی کیسے مٹا سکتا ...... ان کے فرزند متین احمد میرے ہمراہ ہیں .... اسی ہوٹل میں ٹھیرے ہیں .... ضرور ضرور .... آپ کیوں تکلیف کرتے ہیں ہم خود حاضر ہو جائیں گے .... نہیں یہ مطلب نہیں تھا۔ یہ بھی آپ ہی کا مکان ہے اور ہم سب آپ کے خادم ہیں ...... ہم آپ کا انتظار کریں گے۔ نئے زمیندار صاحب کو بھی لیتے آیئے۔ آپ جانتے ہیں ان کے والد کے اور ہمارے کیسے مراسم تھے۔ جی ہاں خدا بخشے بڑے خوبیوں کے آدمی تھے۔ آپ کے چچا کے بعد ایک انہی کا دم غنیمت تھا وہ بھی اس دنیا سے چل بسے۔ دیکھئے ہماری کب باری آتی ہے ...... نہیں قیامت کے بوریئے تو نہیں سمیٹنگے .... آداب عرض ہے بیگم صاحب کی خدمت میں میری طرف سے قدم بوسی فرما دیجئے ...... خدا حافظ (ٹیلیفون کا آلہ رکھ کر متین سے) نواب نعیم بات کر رہے تھے کچھ دیر میں وہ یہاں آ رہے ہیں۔

متین (کتاب ہاتھ سے رکھ کر) یہ وہی منچلے نواب ہیں نا جن کا ذکر آپ ہمیشہ کیا کرتے تھے۔

حکمت علی۔ من چلے تھے اس زمانے میں جب آنکھوں میں شباب کا نشہ اور

جوان لڑکی کے باپ ہیں۔ اب تمہیں ان کے بارے میں ایسا خیال نہیں کرنا چاہیئے۔

متین ۔ کیا ان کی لڑکی بھی ساتھ آرہی ہے۔ یا وہ اکیلے آرہے ہیں۔

حکمت علی ۔ لڑکی ساتھ نہیں آئے گی۔ اور نہ وہ اکیلے آئیں گے۔

متین ۔ ان کی لڑکی کا کیا نام ہے۔

حکمت علی ۔ عشرت جہاں ۔ تم کو اس لڑکی سے اتنی دلچسپی کیوں پیدا ہو گئی تم نے ابھی اس کی صورت بھی نہیں دیکھی

متین ۔ میں یوں ہی آپ سے پوچھ رہا تھا ۔ آخر ہمارے اور ان کے قدیم خاندانی تعلقات ہیں تو میں اتنا بھی دریافت نہ کروں ۔

حکمت علی ۔ تم نے خود ان کے بارے میں کوئی سوال نہیں کیا ۔ ان کی بیوی افسر جہاں کی کیفیت نہیں پوچھی ۔ ان کے مرحوم چچا اور چچی کے حالات نہیں دریافت کیئے ۔ لیکن جوں ہی میرے منہ سے نکلا کہ ان کی ایک صاحبزادی بھی ہیں تو تمہیں اس کی ٹوہ لگ گئی ۔

متین ۔ خیر بہت بڑا گناہ سرزد ہو گیا ۔ سنائیے ان کے بزرگوں کے حالات ہی سنائیے ۔ اسی بہانے میں اپنے ملک کی تاریخ سے واقف ہو جاؤں گا

حکمت علی ۔ ان کے چچا کا نام تھا نواب طرفہ اور ان کی چچی خیریت بیگم کے لقب سے مشہور تھیں ۔

متین ۔ عجیب مہمل قسم کے نام تھے ۔ کیا اس زمانے میں لوگ اپنے نام رکھنا بھی نہیں جانتے تھے ۔

حکمت علی ۔ اس زمانے کے لوگ تم سے زیادہ عقلمند تھے ۔ اور بزرگوں کا ادب کرنا ان کی فطرت میں داخل تھا اور وہ کبھی مرنے والوں کا مذاق نہیں اڑایا کرتے تھے ۔

متین ۔ معاف کیجئے ۔ مجھے اپنی بدتمیزی کا اعتراف ہے ۔

حکمت علی ۔ نواب طرفہ اور خیریت بیگم کی اکوتی لڑکی افسر جہاں جو اپنے چچازاد بھائی نعیم سے بیاہی گئی پریم نگر کی سب سے حسین سب سے قابل اور سب سے نیک لڑکی خیال کی جاتی تھی ۔

متین ۔ افسر جہاں بیگم تو اب بھی زندہ ہیں ۔

حکمت علی ۔ زندہ ہیں ۔ لیکن بوڑھی ہو چلی ہیں اور گھر ہی میں رہتی ہیں اس لئے شہر والے اب ان کے نام سے بھی واقف نہیں ۔

متین ۔ کیا عشرت جہاں بھی پردہ کرتی ہے ۔

حکمت علی ۔ عشرت جہاں پردہ نہیں کرتی ۔ بلکہ وہ کھلے بندوں باہر پھرتی ہے اور دوستوں کو چائے کی دعوتیں دیتی اور ان کے ساتھ بے تکلف ہنسی مذاق کرتی ہے ۔

پسند کرتا ہوں۔

حکمت علی۔ اس کی عادتوں کو پسند یا ناپسند کرنے کا تمہیں کیا حق ہے نہ تم اس کے بھائی ہو، نہ شوہر، نہ دوست۔

متین۔ تو کیا ہوا۔ اس کے والد اور میرے ابا میں تو دوستی تھی۔ کیا خاندانی تعلقات کا اتنا بھی لحاظ نہ کروں۔

حکمت علی۔ بے شک تمہارے اور اس کے خاندانی تعلقات بہت گہرے تھے۔ ممکن تھا کہ اس سے زیادہ گہرے ہوتے اور اس صورت میں تم عشرت جہاں کا خیال بھی دل میں نہ لا سکتے کیونکہ وہ تمہاری بہن ہوتی۔

متین۔ کیا ابا کا خیال افسر جہاں سے شادی کرنے کا تھا۔ پھر نواب طرفہ نے کیوں انکار کیا۔

حکمت علی۔ نواب طرفہ کو ان معاملات میں کوئی دخل نہ تھا۔ گھر کے سارے کام خیریت بیگم کے حکم سے انجام پاتے تھے اور وہ اس نسبت کی مخالف تھیں۔

متین۔ ابا کو صدمہ تو ضرور ہوا ہو گا۔ اور اس حد تک مجھے افسوس ہے۔ لیکن میں خوش ہوں کہ عشرت جہاں سے میرا اتنا قریبی ناطہ نہیں ہے

تم میں حلول کر آئی ہے اور تمہاری زبان سے یہ جملے کہلوا رہی ہے ۔ یا تم جھوٹ موٹ لگاوٹ کا اظہار کر رہے ہو ۔

متین ۔ مجھے اس کا نام پسند آگیا ۔ جب نام اتنا پیارا ہے تو صورت کتنی پیاری ہو گی ۔

حکمت علی ۔ کیوں نہ ہو تیئیس برس کا سن ہے ۔ میری طرح ستاون برس گذارتے تو جنت کی حوروں میں بھی کوئی دلکشی نظر نہ آتی ۔ لیکن صاحبزادے اگر دل دینے کا ارادہ کر لیا ہے تو اپنے ابا کی طرح ہمت نہ ہارنا ۔

متین ۔ چاہے ادھر کی دنیا ادھر ہو جائے ۔ میں تو کبھی ہمت نہ ہاروں گا ۔ ماں باپ راضی نہ ہوں گے تو بلا اجازت اس سے عقد کروں گا ۔

حکمت علی ۔ اور اگر لڑکی بھی رضامند نہ ہو ۔

متین ۔ تو زبردستی اس کو یہاں سے بھگا لے جاؤں گا ۔

حکمت علی ۔ خدا بچائے آج کل کی پود سے ۔ بے دیکھے عشق میں مبتلا بغیر سوچے سمجھے عقد پر آمادہ اور بلا رضامندی فرار ہونے کے لئے تیار ۔

(نوکر داخل ہوتا ہے)

نوکر ۔ حضور ۔ نواب نعیم اور چھوٹے زمیندار صاحب تشریف لائے ہیں ۔

متین ۔چھوٹے زمیندار صاحب کون ہیں ۔

حکمت علی ۔ان کے مرحوم والد ہمارے بڑے دوستوں میں تھے ۔ان کا ایک گاؤں بھی پاس ہی ہے ۔

متین ۔ لباس تبدیل کرنے کی تو ضرورت نہیں ۔

حکمت علی ۔لباس بدلنے کی ضرورت نہیں ۔مگر تھوڑی دیر کے لئے اپنی عادت بدلو ۔کہیں نواب نعیم کے ساتھ بیہودہ مذاق نہ کرنا ورنہ وہ تمہیں کبھی اپنے گھر دعوت نہیں دیں گے اور تم عشرت جہاں سے نہ مل سکو گے ۔

متین ۔ بے موقع مذاق کجا میں تو باموقع مذاق سے بھی پرہیز کرتا ہوں ۔

(نواب نعیم اور چھوٹے زمیندار داخل ہوتے ہیں)

حکمت علی ۔ (آگے بڑھ کر گلے ملتے ہوئے) ایک زمانے کے بعد......... پچیس برس کے بعد آپ کو گلے لگانے کا موقع ملا....... افوہ کتنا تغیر ہو گیا ہے ۔یا تو وہ نرم و نازک بدن اور پھول سے رخسار تھے یا یہ شان بزرگی ۔

نواب ۔ میرے منہ سے آپ نے لفظ چھین لئے ۔میں بھی یہی کہنے والا تھا ۔

(نئے زمیندار کی طرف اشارہ کر کے) آپ سے ملئے ۔ہمارے چھوٹے زمیندار صاحب آپ میرے بچپن کے یار غار ۔حکمت علی صاحب ۔

(دونوں ہاتھ ملاتے ہیں)

حکمت علی - آپ کے والد ہمارے خاص دوستوں میں تھے (نواب سے)
پروفیسر فتین مرحوم کے فرزند ارجمند متین احمد -

متین - آداب عرض ہے -

نواب - جیتے رہو ...... ہو بہو فتین کی شکل ہے - اگر اتنا طویل زمانہ
بیچ میں حائل نہ ہوتا تو میں سمجھتا وہی سامنے کھڑے ہیں -
(متین سے) ادھر آؤ، ذرا نزدیک آؤ - تمہیں سینے سے لگائیں
تم ہمارے بھتیجے ہو -

(متین قریب جاتا ہے اور نواب اسے گلے سے لگا لیتے ہیں)

حکمت علی - نواب - تشریف رکھئے - زمیندار صاحب - ادھر یہ کرسی
آپ کے لئے ہے - (نواب اور زمیندار اور بعد میں حکمت علی
اور متین بیٹھ جاتے ہیں)

زمیندار - (متین سے) آپ کے والد کا میں بھی شاگرد رہ چکا ہوں -
جس زمانہ میں وہ کالج کے پروفیسر مقرر ہوئے ہیں ایف - ایس
سی کلاس میں پڑھتا تھا -

متین - والد صاحب کے شاگرد تمام ملک میں پھیلے ہوئے ہیں -
ان کے درس سے ایک زمانہ فیضیاب ہوا ...

حکمت علی ۔ انہیں شہرت کی پرواہ نہ تھی اور نہ وہ کسی کی دولت کو خاطر میں لاتے تھے ۔

نواب ۔ وہ روپیہ کی قدر نہیں جانتے تھے ۔ اس لئے کہ انھیں زندگی کی قیمت کا علم تھا ۔

متین ۔ انھوں نے اپنی زندگی علم کی خدمت کے لئے وقف کردی تھی ان کا خیال تھا کہ جہالت دور کرنے کے لئے سب سے پہلے تعلیم یافتہ طبقہ کو تعلیم دلانا چاہیئے ۔

زمیندار ۔ والد صاحب کی زبانی مرحوم کی جدت پسندی اور نازک خیالی کے کئی واقعات سنے ہیں ۔ اور خود مجھے بھی ان کی خوش مذاقی کا ذاتی تجربہ ہے ۔

حکمت علی (زمیندار سے) آپ کے والد بھی بڑی خوبیوں کے آدمی تھے ۔ خدا بخشے عجیب آزاد طبیعت پائی تھی اور کیسی بے فکری کی زندگی ۔

نواب ۔ وہ برج کی محفلیں یاد ہیں جب رات رات بھر جاگنے کے بعد صبح کے وقت تاش کے پتے سرہانے لے کر سو رہتے تھے ۔

متین ۔ برج کیا چیز ہے ۔

حکمت علی ۔ یہ اس زمانہ کا مشہور کھیل تھا جسے کام والے لوگ بیکاری

کا مشغلہ اور بیکار بندے زندگی کا کاروبار سمجھ کر کھیلتے تھے۔

نواب۔ مرحوم کی فلم نوازی بھی یادگار رہ گئی۔ ساری دولت اس شوق میں پھونک دی۔

حکمت علی۔ اکارت فلم کمپنی کا کیا حشر ہوا۔ ایک عرصہ سے اس کی تیار کی ہوئی تصویر دیکھنے میں نہیں آئی۔

زمیندار۔ مس چمپی کے چلے جانے کے بعد اس کمپنی کا دیوالہ نکل گیا۔

حکمت علی۔ مجھے یاد پڑتا ہے آپ کے علاقے میں ایک زرخیز گاؤں تھا۔ جہاں اکثر احباب کے جلسے ہوا کرتے تھے۔ وہ گاؤں اب بھی آپ کے قبضہ میں ہے یا کسی اور کے ہاتھ بک گیا۔

زمیندار۔ باپ دادا کی چھوڑی ہوئی جائداد میں وہی ایک گاؤں رہ گیا ہے۔ میں اس کی ترقی کے لئے کوشش کر رہا ہوں۔ چودھری قدوس صاحب کی جگہ نیابت حسین کو منیجر مقرر کیا ہے۔ وہ بڑے محنتی آدمی ہیں اور ایک نمونہ کا گاؤں بسانے کی اسکیم تیار کر رہے ہیں۔

منتین۔۔ وہ نمونہ کا گاؤں کیسا ہو گا۔

کا انتظام ہو گا۔

حکمت علی۔ گاؤں والوں کے جھگڑے چکانے کے لئے آپ کوئی پنچایت بھی بنانے والے ہیں۔

نواب۔ پنچایت سے جھگڑے کیسے مٹ سکتے ہیں۔ جھگڑے تو انسان کے دم کے ساتھ ہیں۔

منیجر۔ زن، زر اور زمین یہی تین چیزیں فساد کی بناء ہیں۔ ان کو نکال دیجئے۔ وہ جھگڑے آپ ہی مٹ جائیں گے۔

زمیندار۔ بغیر زن اور زمین کے گاؤں کیسے آباد رہ سکتا ہے۔ اور زر پاس نہ ہو تو کسان کھیتی باڑی کس طرح کریں گے۔

نواب۔ گاؤں والوں کی زندگی کا دارومدار زراعت پر ہے۔ زر سے زیادہ زمین ان کی روٹی کا سہارا ہے۔

حکمت علی۔ اور زن بھی آبادی کے مسئلہ کے ساتھ قریبی تعلق رکھتی ہے

منیجر۔ معاشیات کی رو سے بے شک۔ لیکن قوم کے ہمدرد کی حیثیت سے میں پھر بھی یہی کہوں گا کہ آپس میں میل جول رکھنے کے لئے ہمیں ان چیزوں سے ہاتھ دھو لینا چاہیئے

زمیندار۔ ان مسائل پر سنجیدگی سے بحث کی جائے تو زیادہ مناسب ہے

بغیر زمین کو نکالے آپ گاؤں کے جھگڑے کیسے مٹا سکتے ہیں۔

نواب - اچھا تم ہی بتاؤ اگر تمہیں نمونہ کا گاؤں بنانے کو کہا جائے تو تم کیا کروگے۔

متین - سب سے پہلے میں گنواروں کے مختلف نمونے دیکھوں گا۔ اس کے بعد سوچوں گا کہ ان کے لئے کس نمونے کا گاؤں آباد کیا جائے

نواب - آج کل کے لڑکے کسی مسئلہ پر متانت سے گفتگو نہیں کر سکتے۔

زمیندار - اگر تمام نوجوانوں کے یہی خیالات ہیں تو ہماری قوم کا نام تاریخ سے مٹ جائے گا۔

متین - تاریخ میں نام آنے سے کیا فائدہ - اخبار میں اشتہار چھپنا چاہیے

حکمت علی - اخباری اشتہار نہ تاریخی شہرت - آدمی وہ جو جغرافیہ پہ کٹ مرے۔

زمیندار - اور یہ جو مرنے کے بعد سوانح عمریاں چھپتی ہیں ان سے کچھ حاصل نہیں

متین - حاصل کیوں نہیں۔ لکھنے والوں کو اجرت اور چھاپنے والوں کو منافع حاصل ہوتا ہے

نواب - اور پڑھنے والوں کو ؟

متین - وقت گزارنے کا موقع

آپ کے نزدیک کوئی قدر و قیمت نہیں رکھتی۔

متین ۔غیر فانی شہرت یعنی۔

نواب ۔غیر فانی شہرت یعنی ایسی شہرت جو کبھی فنا نہ ہو۔

متین ۔ایسی شہرت جو کبھی حاصل نہ ہو۔اور جس کے پیچھے انسان خود بھی فنا ہو جائے اور غیر کو بھی فنا کر دے۔

حکمت علی ۔نمونے کے گاؤں کو اس بحث سے کیا تعلق ہے۔

نواب ۔بحث میں بحث نکل گئی۔ ورنہ ہم آئے تھے آپ سے ملنے کے لئے اور آپ کو گھر لے جانے۔

حکمت علی ۔کم از کم لنچ یہاں کھا لینے دیجیئے۔ شام کو آپ کے در دولت پر حاضر ہو جائیں گے۔

نواب ۔اپنا سامان وغیرہ سب آج ہی بھجوا دیجیئے ۔میں نے آپ کے اور متین کے لئے دو کمرے خالی کر دئیے ہیں۔ اور رات کا کھانا آپ ہمارے ساتھ کھائیں گے۔

حکمت علی ۔شکریہ۔

متین ۔میں بھی بے حد شکر گذار ہوں۔

نواب ۔(زمیندار سے) آپ بھی آج رات کو ہمارے گھر تشریف لائیے

زمیندار۔ آپ کی دال روٹی کا کئی بار تجربہ ہو چکا ہے۔ اس کے مقابلے میں کباب اور پلاؤ کا مزہ پھیکا پڑ جائے .... بہرحال آج تو معاف رکھئے۔ پھر کسی وقت۔

نواب۔ جیسی آپ کی مرضی (اٹھ کر) اب اجازت دیجئے۔

حکمت علی۔ چائے تو پی لیجئے کم از کم

نواب۔ یہ چائے کا وقت نہیں۔ اور نہ مجھے چائے کا اتنا شوق ہے تکلیف مت کیجئے .... خدا حافظ

زمیندار (کرسی سے اٹھ کر) ہم بھی چلتے ہیں۔ خدا حافظ۔

حکمت علی۔ خدا حافظ۔

(دونوں چلے جاتے ہیں)

سین دوسرا

زمیندار صاحب کے مکان کا برآمدہ

(چھوٹے زمیندار صاحب اور ان کے منیجر نیابت حسین داخل ہوتے ہیں۔ نیابت حسین کے ہاتھ میں ایک نقشہ ہے جسے وہ زمیندار صاحب کو دکھا رہے ہیں)

نیابت - میری تجویز یہ ہے کہ اس نقشہ کے مطابق گاؤں کے مکانات کی از سر نو تعمیر کی جائے۔

زمیندار۔ کیا اتنے مکانات تمام کسانوں اور مزدوروں کے لئے کافی ہو جائیں گے۔

نیابت۔ نہ صرف کسان اور مزدور بلکہ گاؤں کے کاریگر۔ دھوبی، حجام موچی اور بڑھئی کے لئے بھی علیحدہ علیحدہ مکان ہوں گے۔

زمیندار - (نقشہ دیکھ کر) اس میں سڑک کتنی چوڑی نکالی گئی ہے......

بارہ اور بارہ چوبیس فٹ .... آپ سمجھتے ہیں چوبیس فٹ کی چوڑائی سے زیادہ کی گنجائش نہ نکلے گی۔

نیابت۔ گنجائش کیوں نہ نکلے گی۔ گاؤں میں زمین کی کمی نہیں ہیں تے اخراجات کی کفایت کے مدنظر اتنی چوڑائی رکھی تھی۔ آپ فرماتے ہیں تو بارہ فٹ اور بڑھا دوں۔

زمیندار۔ بہتر ہو گا ورنہ پھر آئندہ توڑ پھوڑ کر دوبارہ بنانا پڑے گا.... گاؤں کا ہال کس طرف بنے گا۔

نیابت۔ (نقشہ دکھاتے ہوئے) اس جگہ۔ اگرچہ گاؤں والوں کو ہال کی ضرورت نہیں وہ تو پنگھٹ پر زنانہ جلسے اور چبوترے پر مردانہ کمیٹیاں کرنے کے عادی ہیں۔ لیکن میں نے خیال کیا کہ ایک چھوٹا سا ہال بنا دیا جائے تو نہ صرف برسات اور جاڑوں میں آرام ملے گا بلکہ ذرا تہذیب بھی سیکھ لیں گے۔

زمیندار۔ بے شک۔ ہال کی تعمیر ضروری ہے۔ اور اسی کے ساتھ ایک چھوٹی سی عمارت مدرسہ کے لئے .... میں پیڑ کے نیچے بچوں کو بٹھا کر پڑھانے کا مخالف ہوں۔

نیابت۔ بعضوں کا خیال ہے کہ پیڑوں کے نیچے جماعت کو بٹھانے سے بچوں میں شعریت پیدا ہوتی ہے۔ وہ فطرت کے حسن کا مشاہدہ کرتے کرتے اس کے اسرار سے واقف ہونے لگتے ہیں

اور فطرت کا مطالعہ کیا جائیں ۔ بندروں کی طرح ڈالیوں پر کود پھاند کرنے لگیں گے اور اس حیوانیت کی طرف لوٹ جائیں گے ۔جس کے وہ یوں بھی بہت قریب ہیں ۔

نیابت ۔ سچ ہے ۔کوئی دوسرا انتظام ممکن نہ ہو تو اور صورت ہے ورنہ مدرسہ کے لئے عمارت کا ہونا لازمی ہے ۔

زمیندار ۔ یہ بتائیے کہ موریاں کدھر کو گریں گی ۔صفائی کے لحاظ سے اس کی بڑی اہمیت ہے ۔

نیابت ۔ غلاظت زمین کے اندر ہی دفن ہو گی ۔ باہر گاؤں سے دور کوئی جگہ جو اس کے لئے موزوں ہو ۔ اور جہاں سے کھیتوں کو کھاد بھی مل سکے ۔

زمیندار ۔(سوچتے ہوئے) اور کیا چیز دریافت کرنی تھی ...... ہاں اسپتال ... گاؤں کا اسپتال کس طرف بنے گا ۔

نیابت ۔ (معذرت خواہی سے) میں نے اسپتال کے لئے کوئی جگہ نہیں رکھی ۔اس سے خرچ بہت بڑھ جائے گا ۔اتنے چھوٹے سے گاؤں کے لئے اسپتال بنا کر روپیہ ٹھیکری کر دینا قرین مصلحت نہیں معلوم ہوتا ۔

زمیندار ۔جہاں انسانوں کے جینے مرنے کا سوال ہو وہاں مصلحت نہیں ۔

دیکھی جاتی ۔ اسپتال نہ ہوگا ۔ تو وہ علاج کے لئے کہاں جائیں گے ۔

نیابت ۔ وہ قریب کے کسی بڑے گاؤں میں جا سکتے ہیں ۔

زمیندار ۔ اگر بیماری سخت ہو اور ان کے پاس سواری رہے ورنہ دوا آنے تک ان کا کام تمام ہو جائے گا ...... نہیں .... آپ اسپتال کے لئے گنجائش رکھئے ۔

نیابت ۔ جیسا ارشاد ۔

زمیندار ۔ بڑی عمارت نہیں ۔ ایک یا دو کمرے کافی ہیں ۔ دوسری عمارتوں کی مناسبت سے یہ مکان بھی مختصر و مفید رہے

نیابت ۔ بہتر ہے ۔ میں اس کو نقشہ میں شریک کر دوں گا ۔

زمیندار ۔ جیسا کہ میں نے آپ سے کہا ۔ میں چاہتا ہوں کہ ایک نمونہ کا گاؤں تیار ہو ۔ جہاں سہولت و آسائش کی ہر چیز مل سکے اور جس کو دیکھنے کے لئے آس پاس کے گاؤں والے آیا کریں اور ہمسایہ زمیندار سبق سیکھیں ۔ میں جانتا ہوں کہ یہ کوئی آسان کام نہیں ۔ اگر اچھا گاؤں تیار بھی کیا جائے تو دو دن [illegible]

اس کی ساری ذمہ داری ہم پر ہے ۔ اور ہمیں اس نقصان کے بدلے میں کچھ نہ کچھ اپنی گرہ سے بھی دینا چاہیئے ۔

نیابت ۔ میں کوشش کروں گا۔ آپ نے روپیہ کا بندوبست فرما دیا تو میں اپنی محنت سے دریغ نہ کروں گا ۔

زمیندار ۔ نئے گاؤں کی تعمیر کے بعد بہتیری اصلاحات کرنی پڑیں گی یہ کام دو ایک دن میں ختم نہیں ہونے کا ۔ اس کے لئے تمام عمر چاہیئے ۔ آپ سے توقع ہے کہ جس طرح اس کی ابتدا کی ہے اسی طرح اس کو انجام تک پہنچائیں گے ۔

نیابت ۔ آپ کی عنایت شامل حال ہے تو کسی بات کی فکر نہیں ۔

زمیندار ۔ میری عنایت سے کچھ نہیں ہوتا ۔ آپ کی محنت اور گاؤں والوں کی دلچسپی پر موقوف ہے ۔ انہیں زندگی سے دلچسپی باقی نہیں رہی ۔ سب سے بڑی تعمیر یہ ہے کہ دلوں کی اجڑی ہوئی بستی پھر آباد ہو ۔

نیابت ۔ قدرت کی طرف سے تائید چاہیئے ہم انسانوں کے بس میں نہیں ۔

زمیندار ۔ قدرت انہی کو توفیق عطا کرتی ہے جو اس کے دروازہ سے

ہر دروازہ پر ہاتھ پھیلایا۔ الٰہ اس ایک دروازہ کے۔

نیابت۔ آپ کو یہ نقشہ پسند ہے۔ کیا اس کے مطابق تعمیر شروع کرا سکتا ہوں۔

زمیندار۔ ان چند چیزوں کا اضافہ کر دیجئے جو میں نے ابھی بتائیں۔ باقی سب ٹھیک ہے۔

(زمیندار اور نیابت حسین چلے جاتے ہیں)

سین تیسرا

نواب نعیم کا مکان۔ دیوان خانہ

(نواب نعیم اور حکمت علی کھانے سے فارغ ہو کر صوفے پر بیٹھے ہیں ایک طرف نعیم ایک باتصویر اخبار ہاتھ میں لئے کچھ دیکھ رہا ہے دوسری جانب عشرت جہاں سنگھار دان کھولے روز لپ اسٹک اور پاوڈر لگا رہی ہے۔ عشرت کے جسم پر خاص جاپانی وضع کا پھولدار ریشمی گون ہے)

نواب۔ اس شہر کے بارے میں آپ نے کیا رائے قائم کی۔ کیا آپ پہلی اور اب کی حالت میں زمین آسمان کا فرق نہیں پاتے۔

حکمت۔ نئے حصہ کا نیا پن بڑھ گیا ہے اور پرانے محلوں کی قدامت پہلے سے بھی زیادہ نمایاں ہو گئی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عنقریب ایک شہر کے دو شہر بننے والے ہیں۔

نواب۔ نہ صرف دو شہر بلکہ میں سمجھتا ہوں دو مختلف عہد کے شہر بس

چچا مرحوم کا زمانہ آنکھوں میں پھر جاتا ہے۔ وہی لباس۔ وہی وضع قطع اور بات چیت کے طریقے۔

عشرت۔ (سنگھار سے فارغ ہوکر) ابّا آپ سگار پئیے گیں؟ کہئے تو میں آپ کے لئے یہ سگار کا ڈبہ کھول دوں۔

نواب۔ ہاں بیٹی۔ رات کے کھانے کے بعد سگار پینے میں خاص لطف آتا ہے (حکمت علی سے) جب تک چچی زندہ تھیں اس گھر میں سگار پینے کی کسی کو مجال نہ تھی۔ انھیں سگریٹ اور سگار کے دھوئیں سے دلی نفرت تھی۔

عشرت۔ (سگار کا ڈبہ کھولتے ہوئے) تمباکو ایسی ہی خراب چیز تھی تو وہ خود کس لئے دن رات حقہ سے شغل فرماتی تھیں۔

نواب۔ اس لئے کہ جس زمانے میں انھوں نے ہوش سنبھالا مرد عورت سب کے لئے حقہ پینا تہذیب میں داخل تھا۔ البتہ سگریٹ یا سگار نوشی عورتوں کے لئے بے حیائی اور بچوں کی حد تک بدتمیزی خیال کی جاتی تھی۔

عشرت۔ (نواب کو سگار دیتے ہوئے) شکر ہے میں اس زمانے میں نہیں پیدا ہوئی۔ میں تو بغیر سگریٹ کے دو گھنٹے زندہ نہیں

نواب - عشرت تمہاری عادتیں دن بدن بگڑتی جا رہی ہیں۔ تمہاری والدہ تم سے سخت ناراض ہیں۔

عشرت - ممّی کیوں ناراض ہیں میں انھیں خوش رکھنے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھتی۔ ان کی خاطر میں نے ناچنا چھوڑ دیا، حالانکہ ناچ میرے لئے تفریح اور ورزش دونوں چیزیں تھیں۔

متین - اگر تمام لڑکیاں اسی طرح ناچنا چھوڑ دیں تو مردوں کو کوئی ساتھی نہیں ملے گا اور انہیں تنہا ناچنا پڑے گا۔

عشرت - تنہا ناچ صرف عورت کو زیب دیتا ہے۔ مرد تنہا ناچے تو دیکھنے والوں کے لئے مفت کا تماشا ہو گا۔

نواب - تمہیں ساتھ نچائے تو وہ تماشا نہیں۔ انہیں باتوں سے تمہاری والدہ خفا ہوتی ہیں۔ اور انہیں یہ تمہارا لباس بھی ناپسند ہے شریف گھرانے کی بہو بیٹیاں ساڑی اور بے آستین کا بلاوز پہنتی ہیں۔

حکمت علی - نواب صاحب سچ فرماتے ہیں۔ وہ ہمارا قدیم لباس ہے اور بزرگوں کے زمانے سے اس کا رواج چلا آتا ہے۔

عشرت - ممّی کو یہ لباس پسند نہیں تو وہ نہ پہنیں۔ انہیں اختیار ہے۔

نواب ۔ وہ تمہاری ماں ہیں ۔ تم پر جبر نہیں کریں گی تو کیا دوسرے
کی اولاد پر جبر کریں گی ۔

عشرت ۔ کیا اولاد جبر کرنے کے لئے پیدا کرتے ہیں ۔

نواب ۔ (بگڑ کر) بے شک ۔ شادی صبر کرنے کے لئے اور اولاد جبر کے لئے

متین ۔ اور تنہا زندگی شکر کے لئے ۔

حکمت علی ۔ متین تمہیں موقع محل دیکھ کر بات کرنی چاہئے ۔ میں خود
تنہا زندگی بسر کرنے کا عادی ہو چکا ہوں لیکن میں نے کبھی
اس قسم کے خطرناک خیالات کا پرچار نہیں کیا ۔

نواب ۔ اصل میں غلطی ہماری ہے ۔ ہمیں ہرگز اپنی اولاد کو امریکہ
بھیج کر تعلیم نہیں دلوانی چاہئے ۔ وہاں یہ ناسمجھ بچے آزادی
اور بے باکی سیکھتے ہیں ۔ کاش میں عشرت کو انگلستان بھجواتا ۔

متین ۔ میں کبھی ایسی لڑکی سے شادی نہیں کروں گا جس کی تعلیم
انگلستان میں ہوئی ہے ۔ میں جدید خیالات رکھنے والی لڑکیوں
کو پسند کرتا ہوں ۔

نواب ۔ مردوں کے انہی خیالات نے عورتوں کو آزادی کی جرأت دلائی

متین ۔ عورت کے لئے سب پیشے موزوں ہیں (دھیمی آواز میں) مرد کے لئے کوئی پیشہ موزوں نہیں ۔

حکمت علی ۔ میں پروفیسر فتین کو ہمیشہ مشورہ دیتا تھا کہ لڑکوں کو اعلیٰ تعلیم دلانا غلطی ہے ۔ مگر انھوں نے میری بات نہ مانی ۔ آج ہم اس کا نتیجہ دیکھ رہے ہیں ۔

نواب ۔ اعلیٰ تعلیم مردوں سے زیادہ عورتوں کے لئے مضر ہے ۔ ان پڑھ عورت سوسائٹی میں جانے سے ایسا ہی گھبراتی ہے جیسا کہ پڑھی لکھی عورت گھر میں رہنے سے ۔

متین ۔ عورت گھر میں بند رہے تو اس کی تمام زندگی تلخ ہو جاتی ہے باہر نکل کر کم از کم وہ دوسروں کی زندگی کو ناخوشگوار بنا سکتی ہے

عشرت ۔ (متین سے) آپ کے اور ابا کے خیالات مختلف ہیں ۔ لیکن جذبات میں کوئی فرق نہیں ۔

حکمت علی ۔ اسی لئے میں متین کی آزاد خیالی کو سہہ لیتا ہوں ۔ میں جانتا ہوں کہ ان کے خیالات کتنے ہی غلط راستہ پر ہوں جب تک دل میں صحیح جذبات ہیں ان سے کوئی ڈر نہیں ۔

عشرت ۔ دوسری صنف کو حقیر جاننا ہرگز صحیح جذبہ نہیں ہو سکتا ۔

حکمت علی ۔ نئی پود سے خدا بچائے ۔ شوخی اور شرارت میں یہ شیطان
کے بھی کان کاٹے گی ۔

نواب ۔ نوجوانوں کی مہمل بکواس سے میرے دل میں مایوسی پیدا ہو

عشرت ۔ میں آپ کی یاس کا منظر نہیں دیکھ سکتی مجھے باہر جانے کی
اجازت دیجئے (اٹھ کھڑی ہوتی ہے)

نواب ۔ عشرت تمہاری امی تم کو باہر جانے سے بارہا منع کر چکی ہیں۔ تمہیں
ان کا کہا ماننا چاہئے ۔

عشرت ۔ شادی سے پہلے وہ خود بھی باہر نکلا کرتی تھیں ۔ اور اگر آپ
ان کو خانہ بند نہ کرتے تو وہ اب بھی باہر پھرتیں ۔

نواب ۔ وہ لکچر دینے کے لئے باہر جایا کرتی تھیں ۔ ناچنے کے لئے نہیں ۔
شادی کے بعد سے ایک سگھڑ بیوی کی طرح وہ گھر میں تنہا براجتی
ہیں ۔ اور سوائے میرے کسی مرد کو لکچر نہیں دیتیں (عشرت چلی جاتی ہے)

متین ۔ مجھے بھی اجازت دیجئے ۔ سمع خراشی کی معافی چاہتا ہوں ۔ آپ
جانتے ہیں بکواس میری فطرت میں داخل ہے ۔
(متین چلا جاتا ہے)

حکمت علی ۔ متین اور عشرت کو کیا ہو گیا تھا ۔ اس سے پہلے کبھی ایسی بہکی

نواب۔ دوست یہ شراب کا نشہ نہیں۔ کسی اور بے ہوشی کی علامت ہے
اسی لئے متین اور عشرت ایک دوسرے پر اپنی قابلیت کا سکہ
جمانے کی کوشش کر رہے تھے۔

حکمت علی۔ آج کل کے سب نوجوان اپنی قابلیت پر گھمنڈ کرتے ہیں۔
یہ ان کی بے وقوفی ہے۔

نعیم۔ اگلے زمانے کے بوڑھے اپنی قابلیت جتانے سے شرماتے تھے۔
وہ ان کی بزدلی تھی۔

حکمت۔ نوجوانوں اور بوڑھوں کے رجحانات میں اتنا فرق نہیں جتنا کہ
لوگ باور کرتے ہیں۔

نعیم۔ یہ سچ ہے پچیس برس پہلے آپ آزاد خیال نوجوان تھے۔ اب
قدامت پرست بڈھے کہلاتے ہیں۔ حالانکہ زندگی کے بارے میں
آپ کا نقطۂ نظر وہی ہے۔

حکمت علی۔ نوجوانوں میں یہی بس ایک عیب ہے کہ وہ بوڑھے ہو جاتے ہیں۔

نعیم۔ خوش قسمتی سے بوڑھوں میں یہ خوبی ہے کہ وہ مر جاتے ہیں۔ ورنہ
دنیا کبھی ترقی کے راستہ پر قدم نہ اٹھا سکتی۔

حکمت علی۔ اس لحاظ سے جن بزرگوں نے آخرت کا سفر اختیار کیا ان کا

نعیم - ایک دن نئی نسل بھی وہی سفر اختیار کر کے نیکی کا بدلہ نیکی سے کر سکتی ہے۔

حکمت علی - اس کا کیا یقین ہے کہ ہم جسے نئی نسل کہتے ہیں وہ واقعی نئی نسل ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ایک ہی نسل بار بار روپ بدل کر دنیا میں آئے اور ہر شخص کو اسی دھوکہ میں رکھے کہ وہ نئی نسل ہے۔ متین ہی کو دیکھئے اور اس کی باتیں سنئے۔ وہ سمجھتا ہے کہ اس کا ہر خیال اچھوتا اور ہر فقرہ انوکھا ہے۔ اور اس غلط فہمی میں گھنٹوں میرا دماغ چاٹتا ہے۔ لیکن میرے لئے اس کے کسی عقیدے میں بھی کوئی ندرت نہیں۔ میں یہ ساری باتیں کئی سال پہلے اپنے دوست سے سن چکا ہوں اور آج بھی یہی محسوس کرتا ہوں کہ اپنے فرزند کی زبانی وہی مجھ سے گفتگو کر رہے ہیں۔

نعیم - یہ آواگون کا مسئلہ ہے۔ تعجب ہے آپ اس فلسفہ پر عقیدہ رکھتے ہیں

حکمت علی - میں کسی فلسفہ پر عقیدہ نہیں رکھتا۔ جس زمانے میں میری تعلیم و تربیت ہوئی کسی قسم کا بھی عقیدہ رکھنا توہم میں داخل تھا۔ میں نے یونہی ایک خیال ظاہر کر دیا۔ ممکن ہے وہ سر تا پا غلط ہو

قاعدہ نہیں بن سکتا۔

حکمت علی۔ ایک چیز جو آپ سے بیان کرنے کا موقع نہیں ملا وہ اس لڑکے کی عشرت کے ساتھ غائبانہ محبت ہے۔ صورت دیکھنے سے پہلے ہی صرف نام سن کر وہ فریفتہ ہو گیا۔ کون کہہ سکتا ہے کہ گزرے ہوئے واقعات کو اس میں دخل نہ تھا۔

نعیم۔ میں تو اس کو آنے والے واقعات کا پیش خیمہ سمجھتا ہوں۔ اور اس حد تک مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

حکمت علی۔ بس میں یہی چاہتا ہوں۔ بھابی صاحبہ کا منشاء پہلے ہی معلوم ہو چکا ہے۔ خدا کرے یہ رشتہ دونوں کے لئے مبارک ہو

سین چوتھا

عیش باغ

(متین اور عشرت جہاں داخل ہوتے ہیں۔ ان دونوں کے جسم
پر وہی لباس ہے جو یہ پچھلے سین میں پہنے ہوئے تھے)

متین۔ عشرت جہاں۔ یہ لباس تمہیں بہت بھلا معلوم ہوتا ہے۔ اسے
جدید فیشن کی اصطلاح میں کیا کہتے ہیں۔

عشرت۔ اس کا نام (Kimono) کیمونو ہے۔ اب تک صرف
جاپانی عورتیں پہنتی تھیں۔ اب ہندوستان میں بھی اس کا
رواج ہو چلا ہے۔

متین۔ تمہاری والدہ ساڑی اور بلاوز پہنتی ہیں۔ تم کیوں ان کی
تقلید نہیں کرتیں۔

عشرت۔ ساڑی اور بلاوز دقیانوسی لباس ہے۔ پچیس برس پہلے
یہاں کی عورتیں پہنا کرتی تھیں۔ اب اس کا رواج نہیں رہا۔

متین ۔ تمہیں سوسائٹی کے جذبات کا احترام کرنا چاہیئے ۔ یہ پھولدار گون ۔ کیا نام ہے اس کا ۔

عشرت ۔ کیمونو ۔

متین ۔ کیمونو بہت ہی پیارا لباس ہے ...... جیسا کہ تمہارا نام اور صورت ....

عشرت ۔ کیا آپ مجھ سے اظہار محبت فرما رہے ہیں ۔

متین ۔ میں تو فقط تمہاری تعریف کر رہا تھا ۔ یہ کیا بات ہے کہ جونہی کسی لڑکی کی تعریف کرو وہ سمجھتی ہے کہ اس کے ساتھ محبت کا اظہار کیا جا رہا ہے ۔

عشرت ۔ مرد بلا وجہ عورتوں کی تعریف نہیں کرتے ۔

متین ۔ تمہیں مردوں کی طرف سے ناحق حسن ظن ہے ۔ اظہار محبت کجا، شرفا عورتوں سے معمولی دوستی کی گفتگو کرنا نہیں جانتے بغیر کوئی ایسا لفظ منہ سے نکالے جس کو سن کر بازاری عورت تک بھی جھینپ جائے ۔

عشرت ۔ میں ان ہتھکنڈوں کو خوب پہچانتی ہوں ۔ آپ مجھے دھوکہ نہیں دے سکتے ۔

اور مطلب پر دھیان رکھتا ہوں۔

عشرت - ان پیچدار باتوں سے آپ کا کیا مطلب ہے۔

متین - میرا مطلب یہ ہے کہ انسان کے جذبات دو قسم کے ہوتے ہیں اسی سے ذہن میں دو آتشہ محبت کا تصور پیدا ہوتا ہے۔ تم جانتی ہو دو آتشہ محبت کیا ہے۔

عشرت - اس کا ابھی تجربہ نہیں ہوا۔

متین - شریف لڑکیاں ایسی ہی ناتجربہ کار ہوا کرتی ہیں۔ میں خوش ہوں کہ پیدائش کی تاریخ سے تم میرے ساتھ وفادار رہی ہو۔ کیونکہ میری ملاقات سے پہلے تمہیں کسی کے ساتھ محبت کرنے کا حق حاصل نہیں تھا۔

عشرت - آپ ابھی سے مالکانہ حقوق جتانے لگے۔ کیا دوستی کے پردے میں دشمنی مول لینے کا ارادہ ہے۔

متین - جس دوستی کی ابتدا جھگڑے سے نہ ہو وہ دیر تک قائم نہیں رہتی۔

عشرت - اگر بیٹھ کے لڑیں تو کیا ہرج ہے۔ کھڑے کھڑے جنگ کرنے

عشرت - آپ ہی کچھ بڑبڑا رہے تھے - میں تو خاموش سن رہی تھی -

متین - اچھا - لڑائی کا یہ ڈھنگ اختیار کیا ہے - میں بھی پہلو بدل کے مقابلے پر آتا ہوں -

عشرت - تو کیا آپ گالیاں دیں گے یا ماریں گے -

متین - گالیاں دینا رذیلوں کا پیشہ ہے اور مار پیٹ شریفوں کی عادت -

عشرت - آپ کا تعلق کس طبقے سے ہے -

متین - میں اپنا شمار انسانوں میں کرتا ہوں -

عشرت - یہ سب سے مزیدار لطیفہ ہے - میں اس مذاق کی داد دیتی ہوں -

متین - اس میں مذاق کا کوئی پہلو نہیں نکلتا - مجھے اپنے انسان ہونے پر ہمیشہ فخر رہے گا -

عشرت - آپ کو اپنے حیوان ہونے پر فخر کرنا چاہئے - ہم میں سے اکثر حیوانیت کے درجہ تک بھی نہیں پہنچتے -

متین - کیا یہ سائنس کا کوئی نیا نظریہ ہے - یا جدید فلسفہ -

عشرت - یہ قدیم فلسفہ ہے جسے بادا آدم کے زمانہ سے سب مانتے چلے آئے ہیں - اور جو اس کو نہیں مانتے وہ بھی اسی پر عمل کرتے ہیں

زندگی نہیں بدلتی۔ صورت میں تغیر ہوتا ہے۔ سیرت وہی رہتی ہے۔

متین۔ اگر تم نے فطرت کو اتنی گہری نظروں سے دیکھا ہے تو یقیناً یہ بھی دریافت کر لیا ہوگا کہ انسان کی سیرت پر کونسا جذبہ غالب ہے۔ محبت یا نفرت۔

عشرت۔ دونوں اپنی اپنی جگہ حکمران ہیں۔ زبانوں پر محبت حکومت کرتی ہے۔ دلوں میں نفرت کا سکہ رائج ہے۔

متین۔ میں اس کو نہیں مانتا۔ میرے خیال میں نفرت اور محبت ایک ہی تصویر کے دو رخ ہیں۔ ایک تاریک اور دوسرا روشن پہلو۔ یا بہ الفاظ دیگر محبت ایک پھول ہے جو کبھی نہیں کھلتا اور نفرت وہ کانٹا ہے جو ہر وقت کھٹکتا رہتا ہے۔

عشرت۔ آپ کا طرز بیان دلچسپ ہے۔ اور خیالات میں جدت پائی جاتی ہے گو الفاظ رٹے ہوئے سے معلوم ہوتے ہیں۔

متین۔ کوئی کمال بغیر مشق کے حاصل نہیں ہوتا۔ حاضر جواب لڑکیوں سے اظہار محبت کرنا اس زمانہ کا سب سے بڑا کمال ہے جس کے

متین - آمدنی کو محبت سے کیا تعلق - محبت کوئی کاروبار نہیں بلکہ وہ ایک پاک اور بے لاگ جذبہ ہے -

عشرت - یہ تعلیم یافتہ بے روزگاروں کا توہم ہے - ورنہ محبت زندگی کا سب سے اہم کاروبار ہے اور بغیر پیسے کے نہیں چل سکتا -

متین - میرے پاس مدرسہ کا سیکھا ہوا علم ہے - والد سے ترکہ میں حاصل کی ہوئی کتابیں ہیں - دل میں محنت کرنے کا شوق ہے - جسم مشقت کی تاب لاسکتا ہے -

عشرت - علم سے آدمی روپیہ نہیں کما سکتا بلکہ باپ دادا کی کمائی ہوئی دولت بھی اڑا دیتا ہے - مشقت کی تاب لانا مزدوروں کے لئے مفید ہے - دماغی کام کرنے والوں کے لئے نہیں -

متین - میں بے حد سست واقع ہوا ہوں - دس بجے سے پہلے کبھی بستر نہیں چھوڑتا - میرا علم بھی طوطا مینا کے رٹے ہوئے سبق سے زیادہ قیمت نہیں رکھتا -

عشرت - آپ جھوٹ بولنے کے عادی ہیں - اپنا مطلب حاصل کرنے کے لئے کسی حیلہ سے دریغ نہیں کرتے - یہ کامیاب انسان کی سب سے زیادہ قابل قدر صفت ہے -

متین - [illegible]

آپ نے میرے خاندان سے متعلق کوئی سوال نہیں کیا۔ حالانکہ
ایسے موقعوں پر سب سے پہلے خاندانی حالات دریافت کئے
جاتے ہیں۔

عشرت۔ میں جانتی ہوں آپ کے والدین اس دنیا سے رخصت ہوگئے
مگر یہ نہیں معلوم بھائی بہن کتنے ہیں۔ عزیز اقارب میں کس کس
سے راہ و رسم باقی ہے۔

متین۔ میرے کوئی بھائی بہن نہیں۔ عزیز اقارب سے کوسوں دور
بھاگتا ہوں۔ دوست احباب سے ملاقات ترک کئے ہوئے
ایک عرصہ گزرا۔ اور اب میں بالکل تنہا زندگی بسر کرتا ہوں۔

عشرت۔ کیا آپ کا دنیا میں کوئی ولی یا وارث نہیں۔

متین۔ میں تقریباً لاوارث ہوں۔

عشرت۔ اسی لئے آپ کو زندگی کا تجربہ ہے۔ اور آپ دنیا کے بارے
میں دوسروں سے زیادہ معلومات رکھتے ہیں۔

متین۔ مجھے تجربہ حاصل کرنے کا بچپن سے شوق رہا ہے۔ میں نے کئی
حماقتیں محض تجربہ حاصل کرنے کے لئے کی ہیں۔

ہم خیال ہے۔

عشرت۔ میں بھی آپ کے خیالات کو پسند کرتی ہوں۔ اب تک میں نے جتنے نوجوان دیکھے ان میں صرف آپ ہی دیوان خانے میں چائے پر گفتگو کرنے کے قابل نظر آئے ہیں۔

متین۔ ماشاءاللہ اتنی تعریف کے بعد بس یہی ایک انعام۔ میں تو اس سے زیادہ قدر دانی کا مستحق تھا۔

عشرت۔ اگر آپ بے تکلف دوستی کے خواہاں ہیں تو شام میں میرے ہمراہ تفریح کر سکتے ہیں۔

متین۔ میں اس تفریح کے لئے صبح سے منتظر رہوں گا۔ بشرطیکہ ایک اجنبی کے ساتھ باغ میں ٹہلنے سے آپ کی بدنامی نہ ہو۔

عشرت۔ آپ کو اجنبی کون کہے گا۔ ہر شخص جانتا ہے ابّا اور آپ کے والدین کے درمیان کتنے گہرے تعلقات تھے۔ اور امّی تو ہمیشہ آپ کی تعریف میں زبان خشک کرتی رہتی ہیں۔

متین۔ یہ صحیح ہے لیکن آپ کو خاندانی تعلقات کا کب سے لحاظ پیدا ہوا۔ ابھی ابھی مجھے لاوارث ہونے پر آپ نے مبارکباد دی ہے۔

عشرت۔ میں کسی بات پر قائم نہیں رہتی۔ یہ میری کامیابی کا راز ہے۔

متین - معاف کیجئے - آپ کی نانی کی ضد سے ابا کو سخت دکھ پہنچا مجھے مرحومہ سے شکایت ہے

عشرت - آپ کے ابا اپنی مصیبت کے آپ ذمہ دار تھے - ان میں محبت کی کمی نہ ہوگی - جرأت کی یقیناً کمی تھی -

متین - تو کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ میرے والد بزدل تھے - دیکھئے یہ دل دکھانے کی باتیں ہیں

عشرت - وہ بزدل نہیں تھے - شریف تھے - اسی لئے محبت کے معاملہ میں اخلاقی جرأت سے کام نہ لے سکے -

متین - اگر میں کسی معاملے میں اخلاقی جرأت سے کام لوں تو کیا تم مجھے شرافت کے دائرہ سے خارج کردو گی -

عشرت - (جھینپ کر بات بدلنے کیلئے) آپ مجھے کبھی "تم" اور کبھی "آپ" کیوں کہتے ہیں

متین - جب محبت غالب آتی ہے تو "تم" کہتا ہوں اور جب دل میں نفرت پیدا ہوتی ہے تو "آپ" سے خطاب کرتا ہوں میں کہہ چکا ہوں محبت اور نفرت ایک تصویر کے دو رخ ہیں

(حکمت علی داخل ہوتے ہیں)

حکمت علی - اوہو! دونوں لیلیٰ مجنوں یہاں چھپے ہیں - میں نے تمہاری تلاش میں سارا باغ چھان مارا -

متین - چچا آپ ہمیں لیلیٰ مجنوں مت کہئے - یہ منحوس نام ہیں - کوئی ایسی مثال سوچئے جس میں محبت کا انجام بہ خیر ہو -

حکمت علی

حکمت علی - تم موٹر سے زیادہ تیز رفتار سواری میں بیٹھ سکتی ہو - اور اگر زمین پر قدم نہ ٹکیں تو ہوائی جہاز موجود ہی لیکن یہ کہو کہ اب گھر چلنے کا ارادہ ہی یا یہیں رات گزار دو گی

متین - آپ کا کیا خیال ہے ہم دونوں شادی کرنے کے بعد گھر لوٹیں یا گھر لوٹنے کے بعد شادی کریں

حکمت علی - (بناوٹی غصہ سے) کیا تمہاری عقل ماری گئی ہے - بغیر لڑکی کے والدین کی رضامندی حاصل کئے شادی کیسے ہو سکتی ہے -

متین - ماں باپ کی رضامندی شادی کے بعد بھی حاصل ہو سکتی ہے - اتنی سی بات کے لئے ایک نیک کام میں دیر کرنا کونسی عقلمندی ہے -

عشرت - والدہ مجھے اپنی مرضی سے کئی بار مطلع کر چکی ہیں - میں ان کے ارادوں سے بخوبی واقف ہوں -

حکمت علی - اور تمہارے والد کا منشاء مجھے معلوم ہے - وہ اس مقصد کے لئے کئی خطوط لکھ چکے ہیں بلکہ انہی کے اصرار پر میں متین کو پریم نگر لے آیا -

متین - کیا یہ سب میرے پھانسنے کی تدبیریں تھیں - آپ نے پہلے ہی کیوں نہ کہا - اگر مجھے اس سازش کا ذرہ برابر بھی علم ہوتا تو میں بھولے سے پریم نگر کا رخ نہ کرتا -

حکمت علی - اب بھی واپس جا سکتے ہو - گرفتاری سے پہلے فرار ہونے میں کوئی امر مانع نہیں

متین - اب ایک علیحدہ ٹکٹ خریدنا پڑے گا - میرے پاس واپسی کا ایک ہی ٹکٹ ہے -

حکمت علی - ممکن ہے چند سال بعد اڑھائی ٹکٹ اور پھر تین ، ورچار کی نوبت آئے -

عشرت - والدہ نے میرے لئے کچھ سامان خریدا ہے - اس کا الگ کرایہ ادا کرنا پڑے گا

متین - ...

لیلیٰ عقلمند تھی جو محمل میں سفر کرتی تھی۔

عشرت۔ مجھے اونٹ سے نفرت ہے۔ میں تو موٹر کی عادی ہو چکی ہوں۔

(حکمت علی آسمان کی طرف دیکھنے لگتے ہیں)

متین۔ آپ آسمان کی طرف کیا دیکھ رہے ہیں۔

حکمت علی۔ میں یہ دیکھ رہا ہوں کہیں نواب طرفہ اور خیریت بیگم کی روحیں اس طرف نہ آنکلیں۔

متین۔ کیوں کیا انہیں یہ رشتہ پسند نہ آئے گا۔

حکمت علی۔ اس رشتہ کو وہ دل سے پسند کریں گے۔ لیکن جو لباس ان کی چہیتی نواسی زیب تن کئے ہوئے ہے اس پر شاید انہیں اعتراض ہو

متین۔ اور جس قسم کی گفتگو وہ کرتی ہے اس کے بارے میں کیا کہیں گے۔

حکمت علی۔ اس گفتگو کو سننے کے بعد وہ قیامت تک زمین کی سیر کا ارادہ نہیں کریں گے۔

پردہ